SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, August 17, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr.Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰایھا الّذین اٰمنوا اتّقوا اللہ و اٰمنوا برسولہ یوتکم کفلین من رّحمۃ و یجعل لکم نورًا تمشون بہ و یغفرلکم و اللہ غفورٌ رّحیمٌ O لّئلاّ یعلم اھل الکتب الاّ یقدرون علیٰ شیءٍ مّن فضل اللہ و انّ الفضل بیداللہ یوتیہ من یشآء و اللہ ذوالفضل العظیم O

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاو۔ اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دہرا حصہ عطا فرمائے گا اور تمہیں وہ نور بخشے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے اور تمہارے قصور معاف کر دے گا، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔ (تم کو یہ روش اختیار کرنی چاہیے) تاکہ اہل کتاب کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کے فضل پر ان کا کوئی اجارہ نہیں ہے اور یہ کہ اللہ کا فضل اس کے اپنے ہی ہاتھ میں ہے، جسے چاہتا

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, August 17, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr.Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰایھا الّذین اٰمنوا اتّقوا اللہ و اٰمنوا برسولہ یوتکم کفلین من رّحمۃ و یجعل لکم نورًا تمشون بہ و یغفرلکم و اللہ غفورٌ رّحیمٌ O لئلاّ یعلم اھل الکتب الاّ یقدرون علیٰ شیءٍ مّن فضل اللہ و انّ الفضل بیداللہ یؤتیہ من یشآء و اللہ ذوالفضل العظیم O

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ۔ اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دہرا حصہ عطا فرمائے گا اور تمہیں وہ نور بخشے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے اور تمہارے قصور معاف کر دے گا، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔ (تم کو یہ روش اختیار کرنی چاہیے) تاکہ اہل کتاب کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کے فضل پر ان کا کوئی اجارہ نہیں ہے اور یہ کہ اللہ کا فضل اس کے اپنے ہی ہاتھ میں ہے، جسے چاہتا

ہے عطا فرماتا ہے اور وہ بڑے فضل والا ہے۔

سورۃ الحدید (آیات ۲۷-۲۹)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔

We have just received an information that Mr. Omer Ayub Khan, who was handling the questions for not only Ministry of Finance but also pertaining to Economic Affairs Division, has hospitalized, I think due to food poisoning or something else. The most of the questions were related to him. We defer these questions as we have no choice but to defer. So, the questions regarding Ministry of Finance and Economic Affairs are deferred.

Mr. Wasim Sahib, as most of questions are related to his department, we should suspend or defer these questions or whatever you want about that?

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف): جناب والا! دیگر Divisions کے سوالات بھی ہیں۔ آپ کل بھی ناراض ہو گئے تھے۔

جناب چیئرمین: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: آج کا اخبار پڑھیں تو کل ادھر نیشنل اسمبلی کے سپیکر بھی پریشان تھے۔

جناب چیئرمین: لیکن اگر کوئی نہ سنے تو آپ مجھے بتائیں کہ میں کیا کروں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: میرا مطلب یہ ہے کہ کل سپیکر صاحب بھی ادھر پریشان تھے کہ وزراء ایوان میں نہیں آ رہے ہیں۔ یہاں آپ دیکھیں کہ آج پھر کوئی وزیر نہیں ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان): میرا خیال ہے کہ یہ بڑی زیادتی ہے۔ یہاں جناب

سلیم سیف اللہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: میرا مطلب ہے کہ questions سے related وزراء نہیں ہیں۔ ویسے تو سلیم سیف اللہ صاحب موجود ہیں and he is always present in the House and he is a member of the House but the concerned ministers جن کے سوالات ہیں، they are not present.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: بلور صاحب! Economic Affairs Division کے سوالات بھی جناب عمر ایوب صاحب نے handle کرنے تھے۔ So, both the departments are left out. Economic Affairs کے سوالات بھی انہوں نے handle کرنے تھے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: ایک سوال سرور خان صاحب کا بھی ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میری کل وزیراعظم سے بات ہوئی ہے کہ وزراء موجود ہونے چاہئیں۔ کل سارے وزراء یہاں آ گئے تھے۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب والا! Establishment Division کے سوالات ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر الیاس احمد بلور: وزیر اعظم تو ویسے ہی ختم ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: وہی نا sir, وزیر اعظم کی تو کوئی سنتا ہی نہیں ہے۔ وزیر اعظم کی تو writ ہی ختم ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں ایسی بات نہیں ہے writ ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: اگر writ ختم نہیں ہے تو یہاں پر وزیر اعظم صاحب کیوں نہیں ہیں۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان (وفاقی وزیر برائے صوبائی رابطہ): جناب والا، ایک تو کل رات عمر ایوب خان کی طبیعت خراب ہو گئی تھی---

Mr. Chairman: He has informed the House and he is hospitalized.

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان : جناب والا! He is in the Shifa Hospital. اگر کسی کو یقین نہیں ہے تو وہ وہاں جا کر دیکھ سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: وہ سب نے مان لیا ہے

and nobody is questioning about him.

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان : زیادہ تر سوالات وزارت خزانہ اور اکنامک افیئرز سے متعلق ہیں۔

So, it is prudent to take them on the next rota day and hopefully he will be better and he will come, otherwise, somebody else on his behalf can give the replies.

(Interruption)

Senator Salim Saifullah Khan: Sir, Dr. Niazi is introducing a Bill in the National Assembly and he will shortly be here to answer the questions regarding other ministries.

(Interruption)

سینیٹر میاں رضا ربانی: آپ جواب دے لیں۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان : یہ آپ کی مہربانی ہے اور اگر آپ کی مرضی ہے تو میں جواب دے دیتا ہوں۔

(مداخلت)

سینیٹر اسفند یار ولی: پھر عمر ایوب والے سوالات ہی نہیں بلکہ سب defer کر دیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: پھر سارے کا سارا بوجھ ان ہی کے کھاتے میں ڈال دیں۔

اس کے سوا کیا کریں۔

Mr. Chairman: So, the Questions Hour is deferred. So, we will not have the Questions Hour today.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب والا! جو واقعہ عمر ایوب صاحب کے ساتھ ہوا ہے، ہم اسے مانتے ہیں کیونکہ ہر انسان کے ساتھ ایسا ہو سکتا ہے تاہم جو وزیر کامرس ہیں یا دوسرے وزراء ہیں----

جناب چیئرمین، انہوں نے پہلے ہی بتایا تھا کہ وزیر مملکت کامرس نہیں ہوگی۔ وزارت خزانہ کے وزیر مملکت بیمار ہیں اور ان کے سوالات انہوں نے لینے تھے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین! اگر وہ آپ کی بات نہیں سنتے ہیں تو آپ ہمیں استعمال کریں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ نے ہی مجھے کل mandate دیا تھا۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، اس طرح ہم ہاؤس کو چلنے نہیں دیں گے۔ ہم ایک دن ہاؤس کا بائیکاٹ کریں گے جب تک وزراء آپ کی بات نہیں سنیں گے، ہم ایوان میں نہیں آئیں گے۔

جناب چیئرمین، اس طرح صرف ایک ہی کام رہ جائے گا اور اس سے عوام کے کام رہ جائیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب والا! یہ routine کا معاملہ ہے، یہ صرف آج کا معاملہ نہیں ہے، ہر وقت اس طرح ہوتا ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, consider it seriously.

چلیں، ٹھیک ہے کہ عمر ایوب کا معاملہ

is understandable but the other honourable ministers, as Miss Khar, yesterday was present in the National Assembly, so I do not know, why she has not attended the Senate Session.

Mr. Chairman: She has talked to Mr. Omar and had undertaken to handle her department too because somewhat it is inter-related to these departments. Because Omar Ayub is absent that is why both departments get left out. That was the arranged programme.

سینیٹر میاں رضا ربانی: چلیں، عمر صاحب کا معاملہ تو understandable ہے

but I would kindly ask you sir, please take serious note on this issue.

Mr. Chairman: I agree with you.

Senator Mian Raza Rabbani: That if you could kindly take this matter seriously...

Mr. Chairman: Rest assure, it will be. Everytime the matter is pointed out and it has been taken up. As I have mentioned, I talked about yesterday. Today, I will again take up this matter. Most of the questions are related to Mr. Omar Ayub and if everybody will talk, then time will be consumed in that.

(Interruption)

Mr. Chairman: Minister of State is not well.

دوسرے وزیر کے والد بیمار ہیں۔ اس لیے ہم نے کہا تھا کہ ان کے سوال defer کر دیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: وہ تو rota day کے حساب سے ہوں گے ۔ جتنے سوال آپ پوچھیں گے، وہ اسی حساب سے اپنے rota day پر ہی آئیں گے۔

سینیٹر آغا پری گل: چلیں، یہ ٹھیک ہے کہ ایک وزیر بیمار ہیں اور ایک کے والد صاحب بیمار ہیں لیکن آپ تھوڑی دیر کے لیے یہ سوچیں کہ سینیٹ کا جب بھی اجلاس ہوتا ہے، وزیروں کی کرسیاں خالی ہوتی ہیں۔ صرف سلیم سیف اللہ، وزیرصحت یا نیازی صاحب ہوتے ہیں۔

یہ دو تین وزیر موجود ہوتے ہیں۔ بقایا نے تو سینیٹ کو مذاق بنایا ہوا ہے۔ آپ قومی اسمبلی میں جا کر دیکھیں کہ جتنے بھی وزیر ہیں، وہ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: سپیکر صاحب نے بھی افسوس کا اظہار کیا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل : جناب چیئرمین! یہ افسوس کی بات ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں! نیازی صاحب آ گئے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: رضا صاحب! نیازی صاحب آ گئے ہیں جو کیبنٹ اور اسٹیبلشمنٹ کے سوالات ہیں you want to take those questions.

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساجد : جناب والا! point of order.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب، ذرا مختصر رکھیئے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساجد : جناب والا! میں آپ کی توجہ ایک نہایت ہی اہم خبر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں it is a very disturbing news. یہ کل کے اخبار " اوصاف" میں چھپی ہے۔ جناب چیئرمین! اس خبر میں کہا گیا ہے کہ PIA کے ایک بہت ہی اعلیٰ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ PIA کے مالی خسارے کو کم کرنے کے لیے چھ ہزار ملازمین کو فارغ کیا جائے۔ جناب والا، یہ سراسر زیادتی ہے، ظلم ہے اور میری درخواست ہے کہ اس مسئلے کو PIA کے دوسرے مسائل کے ساتھ یکجا کیا جائے اور اسے بھی ڈیفنس کمیٹی کو refer کیا جائے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک : جناب والا! میں request کرنا چاہتا ہوں کہ پندرہ تاریخ کو کوئٹہ میں ایجنسیوں نے نیشنل پارٹی کے مرکزی سیکرٹریٹ کو گھیرے میں لے لیا اور وہاں ہمارے دو کارکنوں غفار کامرانی اور رشید کو اٹھا کر لے گئے اور انہیں چار پانچ گھنٹوں تک زدوکوب کیا گیا اور ان کو threat کیا گیا کہ آپ اپنے مرکزی سیکرٹریٹ کو بند کر دیں ۔ میں اس House کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان میں ایجنسیوں نے جو رویہ پچھلے دو سالوں سے روا رکھا ہے، اس کو continue کر رہے ہیں۔ اب یہ ہو گیا ہے کہ ہمارے مرکزی

سیکرٹریٹ پر بھی پابندی لگا رہے ہیں کہ آپ اسے بند کر دیں ۔ میں اس عمل کی پرزور مذمت کرتا ہوں اور میری دوستوں سے گزارش ہے کہ اس کی پرزور مذمت کریں ۔ شکریہ۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : We take up the leave applications now. جناب گلزار احمد خان نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب وقار احمد خان نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : پروفیسر ساجد میر نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ سترہ اگست کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب شجاع الملک ناسازی طبیعت کی بنا پر مورخہ تیرہ اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب محمد عفران خان ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ دس تا پندرہ اگست اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : سردار یار محمد رند نے اطلاع دی ہے کہ وہ کراچی میں سرکاری مصروفیات کے باعث آج مورخہ سترہ اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے ۔ جی رضا

ربانی صاحب۔

Point of order: Law and order situation in Balochistan

سینیٹر میاں رضا ربانی : جناب! کل جب law and order پر بات ہو رہی تھی ، اس وقت بھی میں نے اس بات کی نشاندہی کی تھی جس کی honourable سینیٹر ڈاکٹر صاحب نے ابھی کی ہے کہ missing persons کا جو مسئلہ ہے اور جو agencies کا رویہ ہے ، بالخصوص Baloch activists کے ساتھ ، چاہے وہ بلوچستان میں ہوں ، چاہے وہ صوبہ سندھ میں ہوں ، یہ ایک نہایت ہی تشویشناک بات ہے اور اس طرح کسی کو single out کر کے target کرنے سے قومی وحدت اور وفاق کے لیے نہایت ہی خطرناک صورت حال پیدا ہو رہی ہے ۔ بالخصوص جب بلوچستان میں army action اتنے بڑے پیمانے پر ہوا اور جاری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جس طریقے سے نواب اکبر خان بگٹی صاحب کو شہید کیا گیا ، قتل کیا گیا ، اس کے بعد یہ continuous hounding of political elements بلوچستان میں یا دیگر صوبوں میں بھی ایک نہایت تشویشناک بات ہے ۔ یہ ایوان وفاق کا نمائندہ ایوان ہے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بڑا serious issue ہے ۔ اسے اس House کو take up کرنا چاہیے اور اسی طرح missing persons بھی اسی مسئلے سے related ہیں ۔ آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ غالباً تیس تاریخ کو missing persons کے سلسلے میں Functional Committee of the Senate کا اجلاس ایس ایم ظفر صاحب کی صدارت میں ہو گا ۔ Honourable Senator کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ کمیٹی میں ، بالخصوص بلوچستان میں agencies کا جو رویہ ہے ، Human Rights Committee اسے بھی take up کرے گی ۔

Retrenchment of staff in PIA.

سینیٹر میاں رضا ربانی : دوسرا I will just take one minute کیونکہ وہ بھی بہت important ہے جو ڈاکٹر صاحب نے ابھی raise کیا تھا ۔ وہ پی آئی اے کا ہے ۔ پی آئی اے میں ایک systematic طریقے سے یہ بات شروع کی گئی ہے کہ پی آئی اے میں چھانٹیوں کا سلسلہ شروع کیا جائے ۔ بالخصوص جو lower level staff ہے اور وہ اس لیے کہ

ہماری اطلاعات یہ ہیں کہ پہلے ہی ایک buyer جو کہ حکومت کا من پسند ہے اس کو identify کیا ہوا ہے اور اس کو privatise کر کے دینے کے لیے یہ پہلے جو dead weight ہیں ان کے حساب سے لوگوں اس کو نکالنا ہے ۔ اس لیے یہ چھ ہزار کیا ' چھ ہزار سے کہیں زیادہ چھانٹیاں پی آئی اے میں ہونے جا رہی ہیں ۔میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس مسئلے کوڈیفنس کی Standing Committee میں refer کر دیں تا کہ وہ اس مسئلے کو دیکھ سکے اور وہاں پر اگر کوئی ایسی بات ہونے جا رہی ہے تو اس کو وہ clear کرے یا کم ازکم ہاؤس کو مطلع کرے ۔ I would most humbly request you کہ یہ جو پی آئی اے کا مسئلہ ہے اگر آپ Defence Committee کو refer کر دیں ' خاص طور پر this question of retrenchment تا کہ وہ اس کو take up کر سکیں۔

سینیٹر وسیم سجاد : جناب چیئرمین ! جہاں تک پی آئی اے میں چھانٹی کی بات کا تعلق ہے اس کے بارے میں' میں سر دست کوئی statement نہیں دے سکتا۔

جناب چیئرمین : جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس مسئلے کو کمیٹی کو ریفر کیا جائے' اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد : یہ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے ۔ بہرحال میں یہ کہتا ہوں کہ کمیٹی کو کس نے روکا ہے یعنی کمیٹی بااختیار ہے کیونکہ کمیٹی یہ معاملہ take up کر سکتی ہے ۔ اگر کوئی ممبر یہ معاملہ اٹھائے یا چیئرمین کمیٹی کو چٹھی لکھ دے تو وہ یہ معاملہ take up کر سکتی ہے ۔ اگر ہم یہ طریقہ کار اپنائیں گے تو committee nonfunctional ہو جائے گی ۔ پھر یہ ہے کہ کوئی ممبر معاملہ بھیجے گا تو اس میں آئے گا ۔ کوئی اہم معاملہ ہو اور کوئی ممبر یہ محسوس کرے کہ یہ کمیٹی کو دیکھنا چاہیے تو اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ متعلقہ چیئرمین کو چٹھی لکھ دے ' مل لے' آپ کا اپنا ایوان ہے ۔ وہ اس کو take up کر سکتے ہیں' اس کی چھان بین کر سکتے ہیں' اس پر رپورٹ دے سکتے ہیں' اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے ۔ بار بار یہ کہنا کہ refer کریں' یہ کریں ' وہ کریں' میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے system کو خراب کرنے والی بات ہے ۔ یہ ایک ایسی چیز ڈالنے کی بات ہے جو کمیٹیوں کے راستے میں رکاوٹ ہو گی۔

Let the Chairman of the Defence Committee decide we believe that the Chairman Defence Committee is empowered, authorized to take up any issue.

اور اگر چیئرمین وہ issue take up نہیں کرتا تو باقی ممبران اس کو take up کر سکتے ہیں' اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Mr. Nisar Memon is here, we can ask him to take up this issue.

Senator Nisar Ahmad Memon: Mr. Chairman, thank you very much. During this session, we found that for the last couple of days a lot of questions on PIA were raised. What I have already done is that whatever has been said in this House for the last few days on PIA, I have asked my secretariat of committee to send those to PIA. We have given them the date of 28th August, when they will make a presentation of their plan and we have also asked them to present those questions that have been asked and I am making a note of all the questions that have raised.

جناب چیئرمین: یہ point بھی note کر لیں and refer this also to PIA.

Senator Nisar Ahmad Memon: As regards the privatization of PIA, as mentioned by Senator Raza Rabbani is certainly a concern which we will send to them so that they can qualify it.

Mr. Chairman: And the employees, fate as mentioned by Dr. Said. Senator Abdur Rahim Mandokhel.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! ڈاکٹر مالک صاحب نے جو

point اٹھایا ہے اس کے متعلق میں اتنا عرض کروں گا کہ یہ تو واضح مسئلہ ہے بلوچستان میں بنیادی طور پر صوبائی خودمختاری کا ، تمام ملک میں پشتون، بلوچ، سندھی ، پاکستان میں ایک فیڈریشن کے حوالے سے فیڈریشن میں حقوق یعنی quantum of provincial autonomy کا اہم مسئلہ ہے اور اس مسئلے کا حل ضروری ہے لیکن اس دوران بلوچستان میں جب عوام اس کا مطالبہ کرتے ہیں تو ایسی پارٹیاں جیسی کہ ڈاکٹر مالک صاحب کی پارٹی ہے، وہ باقاعدہ تحریک چلاتی ہیں اور ان مسائل کی عوام میں تبلیغ کرکے peaceful حل کا کوئی موقع بنانا چاہتے ہیں۔ ان ایجنسیوں کے لوگ سیاسی کارکنوں کو پکڑیں، سزائیں دیں ، ان کو torture کریں اور سیاسی دفتر بند کریں تو دوسرا کیا پہلو رہ جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب نے کہا ہے کہ یہ کمیٹی take up کرے گی۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ بات ٹھیک ہے لیکن ان چیزوں کا آپ نے نوٹس لینا ہے۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے ۔ We go on to item number 3. Razina Alam Khan.

Senator Razina Alam Khan: Thank you Mr. Chairman. I present the 6th report of the Committee on Science and Technology for the period 1st April to 30th June, 2007 under Rule 170 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988. It may please be placed on record.

Mr. Chairman: Report stands presented.

Senator Razina Alam Khan: Mr. Chairman, in presenting the report of my Committee I would like to make a statement that all the members of this Committee have worked together as a team, rising above party politics in their learned recommendations on education issues. I

would also like to record my appreciation of the valuable contribution of the members of the Treasury Benches as well as of the Opposition in making the working of the Committee successful in its undertakings. I also thank Secretary Senate and the staff of the Printing Section of the Senate for their cooperation. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Item No. 4, Col. Tahir Hussain Mashhadi.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. I move that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Muhammad Azam Khan Swati on the question of breach of Privilege regarding appearing of his name on the board of private medical college, be condoned till today.

Mr. Chairman: It has been moved that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Muhammad Azam Khan Swati on the question of breach of Privilege regarding appearing of his name on the board of private medical college, be condoned till today.

(The motion was carried.)

Mr. Chairman: Item No.5, Col. Mashhadi sahib.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I

present the report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Muhammad Azam Khan Swati on the question of breach of Privilege regarding appearing of his name on the board of private medical college.

Mr. Chairman: The report stands presented.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I will just take one minute, if you could kindly grant it.

Mr. Chairman: Yes please.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I would like to record my appreciation of the grace and dignity shown by the honourable Senator Muhammad Azam Khan Swati in withdrawing his privilege. He showed a remarkable amount of patience and national spirit. Thank you, sir.

Mr. Chairman: Now, item No.6, Wasim Sajjad sahib on behalf of Senator Mushahid Hussain Sayed.

Senator Wasim Sajjad: Sir, on the behalf of Chairman of the Standing Committee on Foreign Affairs and Kashmir Affairs and Northern Areas I present the report of the Committee on NATO's role in Afghanistan and relations with Pakistan.

Mr. Chairman: Report stands presented. Now, item No.7.

Laying of Ordinances.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi (Minister for Parliamentary Affairs): Mr. Chairman, I beg to lay before the Senate the following

Ordinances as required by Clause (2) (a) (ii) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan:-

i) The Pakistan Electronic Media Regulatory Authority (Amendment) Ordinance, 2007 (Ordinance No.XXVII of 2007).

ii) The Trade Organizations Ordinance, 2007 (Ordinance No. XXXI of 2007).

iii) The Pakistan Penal Code (Second Amendment) Ordinance, 2007 (Ordinance No.XXXII of 2007).

iv) The Defence Housing Authority Islamabad Ordinance, 2007 (Ordinance No.XXXIII of 2007).

v) The Electoral Rolls (Amendment) Ordinance, 2007 (Ordinance No.XXXIVof 2007).

Mr. Chairman: The Ordinances stand tabled.

مشاہد صاحب آپ کا ہو گیا ہے۔ But if you want to say anything then Ok.

Senator Mushahid Hussain Sayed: Sir, I was in Dubai for some special programme regarding India and Pakistan. I am sorry. Thank you very much. First of all I would like to say sir, that on NATO we have played a very positive role and Senator Enver Baig was also with us and for the first time, sir, we raised the issue of NATO's attacks on civilians and civilian compensation and that has never been done before and also under your leadership, we led the delegation and this inter-action between the Foreign Relations Committee and NATO and the Senate has been very positive and our perspective on Afghanistan and Pakistan has

been clearly explained.

میرے خیال میں یہ ملکی مفاد کے لیے اور پاکستان کے لیے بڑا positive ہے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: I think it is indeed a good development, this contact. My compliments to you and our other colleagues involved in it. You are very regular in reports and they are good and comprehensive.

سینیٹر مشاہد حسین سید : وہ position ہم نے قائم رکھی ہے and we will continue.

Mr. Chairman: Good. Now, item No.8.

سینیٹر وسیم سجاد : کل رضا صاحب سے بات ہوئی تھی۔ ان کی خواہش تھی کہ floods پر بات کی جائے۔ میرے خیال میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition): We will take this up on Tuesday.

Mr. Chairman: Foreign Minister had mentioned to me, that on Friday if it starts and on Monday he would be available, to wind it up.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, we will not be able to do it.

Mr. Chairman: We will coordinate with him, depends on his availability, otherwise somebody else can wind up.

سینیٹر میاں رضا ربانی: ٹھیک ہے جناب۔

سینیٹر وسیم سجاد : میرے خیال میں اگر سیکرٹریٹ پتا کر لے کہ floods کے بارے میں حکومت کا نقطہ نظر کون بیان کرے گا۔

جناب چیئرمین : راجہ صاحب ! یہ inform کر دیں جو بھی concerned Ministry ہے تا کہ they can also join in.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب چیئرمین! یہ اگر move کرلیں پھر کل جب چاہیں آپ کر لیں ۔ Let it should be on the floor of the House. بیشک سوموار کو کر لیں، منگل کو کر لیں ۔ تاکہ لوگ سوچیں اس پر ۔ This is a very serious thing اور اس میں بڑے important issues ہیں۔

Mr. Chairman, I beg to move the following motion:

"The House may discuss foreign policy of the country with particular reference to the statements of USA Presidential candidate, USA Civil Nuclear Treaty with India, threat of military intervention in Pakistan, Pakistan's role against terrorism as a front line State and imposing of improper conditions through legislation for the aid of Pakistan by the USA.".

Mr. Chairman: Now, I put this Motion to the House.

(The motion was carried.)

Mr. Chairman: Now, for the other one, you move.

Motion Under Rule 194: The Situation Arising Out of the Recent Devastating Floods in the Country.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, with your permission, I beg to move a Motion under Rule 194. I beg to move that the House may discuss the situation arising out of the recent devastating floods in the country.

Mr. Chairman: Now, I put it before the House.

(The motions was carried.)

Senator Mian Raza Rabbani: I think Senator Dr. Abdul

Malik can open the debate.

Mr. Chairman: Dr. Abdul Malik. I request the members to keep the time factor in mind and

they can اس میں میری عرض ہے کہ limited number of speakers اگر بولیں تو

cover most of it and the debate will be more participating because we get

So, if a list of everybody, time بھی کم ہے' اس طرح repetition ہو جاتی ہے۔

we can avoid repetition and have a limited number of speakers.

سینیٹر وسیم سجاد: ہوتا یہ ہے کہ وقت کے بارے میں کوئی واضح چیز نہیں ہوتی۔ اس کا پھر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوگ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ اس کو وقت زیادہ دے دیا اور مجھے کم وقت ملا ہے اور چیئر کو بھی control کرنے میں انتہائی مشکل ہوتی ہے۔ لہذا میری یہ گزارش ہے کہ ایک reasonable time fix کر دیں اور اس پر بہت strictly follow کیا جائے کیونکہ ہر ایوان میں یہ ہوتا ہے۔ یہ دنیا بھر میں ہوتا ہے کہ ایک وقت fix ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ جناب میں نے دو منٹ اور بولنا ہے' میں نے ایک منٹ اور بولنا ہے۔ رضا خان صاحب نے کل پانچ منٹ اسی پر لگائے کہ جی مجھے ایک منٹ اور بات کرنے دی جائے۔ میں تجربے سے یہ بات کر رہا ہوں کہ you have to fix it اور آپ بیشک گھنٹی رکھیں اور کسی سیکرٹریٹ کے آدمی کو دے دیں کہ after the time, let us دس منٹ رکھا ہے' 8 منٹ کے بعد گھنٹی بج جائے اور وہ اس کو conclude کر لے۔ اس طرح discipline آئے گا۔ We can't run this House without this. There has to be some fixation of time اور پھر اس کو follow کیا جائے۔

جناب چیئرمین: سات یا آٹھ منٹ اور زیادہ سے زیادہ دس منٹ اور اگر relevant نہیں ہوگا تو Chair will decide. Opening speaker will have about 20 minutes. The remaining will strictly adhere to time limit.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! میں کوشش کروں گا کہ آپ کا زیادہ وقت نہ لوں۔

جناب چیئرمین : حد 20 منٹ ہے ' but you don't have to take 20 minutes. بنگزئی صاحب کا mike on کریں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی : جہاں تک Leader of the House کے تحفظات کا تعلق ہے مختصر وقت میں نہیں سمیٹ سکتے ، میں گزارش کرتا ہوں کہ ہر مقرر کو کم از کم ۲۰ منٹ دینے چاہئیں۔

جناب چیئرمین : بنگزئی صاحب ! دنیا میں جو اہم موضوع ہیں ان پر بڑا محدود time ہوتا ہے۔ اس میں repetition نہ ہو باقی پارٹی اور ساتھی آپس میں issue divide کر لیتے ہیں کہ ایک ایک بولیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں cover ہو جائیں ۔ Participation بھی رہتی ہے ورنہ ممبر آدھے بھی ہو جاتے ہیں ۔ یہ ایک universal اصول ہے کتنا بھی اہم ہو ، آپ اس سے بڑے forum کو بھی لے لیں اس میں ہمیشہ time یہی ہوتا ہے پانچ دس منٹ ، زیادہ وقت کہیں بھی نہیں دیتے۔ Opening کے لیے لوگوں کو زیادہ وقت ہوتا ہے تو آپس میں لوگ decide کر لیتے ہیں کہ اس topic پر آپ بولیں ' اس پر آپ بولیں تاکہ لوگ بھی زیادہ بول سکیں اور repetition نہ ہو اور اسی time میں وہ سارے cover بھی ہو جائیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی : میں آپ سے بالکل متفق ہوں لیکن اس بڑے موضوع کو پانچ منٹ میں ---

جناب چیئرمین : لیکن موضوع سارے اہم ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ ہماری پارلیمنٹری meeting میں agree ہو چکا ہے اس میں آپ بھی تھے ' اسی کو adhere کرتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالمالک صاحب ۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک : شکریہ جناب چیئرمین ! کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں حالیہ سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے ملک میں اور خصوصاً بلوچستان اور سندھ میں جو تباہی اور بربادی ہوئی ہے اس پر کچھ عرض کروں ۔ جناب چیئرمین ! کچھ national disaster ہوتا ہے ' جو انسان کے بس میں نہیں ہوتا ہے ' انسان بے بس ہوتا ہے اور یہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے ' لیکن کچھ ایسے disaster ہوتے ہیں جو انسانوں کی غفلت ' انسانوں کی لاپرواہی ' lack of

government کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں ۔ بدقسمتی سے بلوچستان میں جو کچھ ہوا اس میں national disaster کی نسبت، انسانی غفلت زیادہ تھی ، انسانی غفلت کی وجہ سے بلوچستان میں بقول سرکار کے جو initial statistics سامنے آئے ہیں کوئی 70/80 ارب روپے کے نقصانات ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان میں جو disaster ہوئے وہ earthquake disaster کی نسبت انسانی جانوں کے زیاں کے علاوہ اس کے جو مالی اثرات ہیں وہ اس سے کئی گنا زیادہ ہیں لیکن بدقسمتی سے میڈیا پر لال مسجد اور جامعہ حفصہ چھائے ہوئے تھے چنانچہ وہاں جو کچھ ہوا اس پر صحیح معنوں میں concentrate نہیں کیا گیا اور میں honestly آپ کو کہتا ہوں کہ میرانی ڈیم کی وجہ سے جس ڈسٹرکٹ سے میں تعلق رکھتا ہوں، جس میں کچھ ہے ہم گزشتہ سات سالوں سے چیخ رہے ہیں کہ آپ نے جو میگا پراجیکٹ بنایا ہے اس میگا پراجیکٹ میں ٹیکنیکل problems ہیں۔ شروع میں جو میرانی ڈیم ڈیزائن کیا گیا تھا اس کا سپل وے 300 فٹ رکھا گیا۔ ہم نے جلسے کیے، جلوس نکالے، لوگوں نے جا کر کہا کہ خدا کے لیے یہ چھوٹا سپل وے ہے اور اس میں in put زیادہ ہے out put کم ہے ، ہم برباد ہوں گے لیکن کسی نے نہیں سنا۔ پھر بڑی مشکل سے 600 فٹ پر لے جایا گیا وہاں پر لوگوں کی demand تھی کہ دریا دشت ، دریا کیچ اور دریا مینگ جو آتا ہے اس کا اتنا پانی ہے کہ وہ اس کو بہا کر لے جائیں گے آپ مہربانی کرکے کم از کم اس کو 1200 فٹ پر رکھیں لیکن واپڈا کی غفلتوں سے 'پلاننگ کمیشن کی غفلتوں سے ان لوگوں کو کہا کہ نہیں جی! یہاں پر تو 200 سال سے بارشیں نہیں ہوئی ہیں لیکن ہم جو level demind کر رہے تھے ۔ ۲۶ فٹ لیول کی کہ یہاں تک پانی آ جائے گا تو انہوں نے کہا کہ 200 سال تک یہاں پانی نہیں آئے گا ۔ چیئرمین صاحب! نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۷ اور ۲۸ تاریخ کو جو بارشیں ہوئی ان میں چار یونین کونسلوں کی جو آبادی تھی یہاں کم از کم تیس ہزار آدمی رہتے تھے اس سب کا 30/40 سال کی جو مال و متاع تھا وہ تباہ برباد ہو گیا۔ آپ یقین کریں کہ یونین کونسل ناصرہ آباد ، یونین کونسل نوزز ، یونین کونسل کوشکلا ، یونین کونسل بھوک ڈاک، یونین کونسل تلات کے لوگ گزشتہ تین مہینوں سے دھوپ میں اور tents میں رہ رہے ہیں۔ اس تمام کی بنیادی وجہ یہ انسانی غفلت تھی کہ لوگ strike کر رہے تھے، لوگ چیخ رہے تھے کہ صاحب ہم برباد ہوں گے ۔ واپڈا والے ٹس سے مس نہیں ہو رہے تھے ۔ فیڈرل

گورنمنٹ اور صوبائی حکومت والے مذاق کر رہے تھے۔ اس علاقے میں دو سو سالوں میں بھی پانی نہیں آ سکتا۔ جناب چیئرمین! اس وقت ۲۲ لاکھ لوگ صرف District Kach میں متاثر ہوئے ہیں۔ اور یہاں پر اس وقت ۳۵ سے ۴۰ ہزار لوگ، جہاں پر temperature 40 to 48 degree centigrade ہے وہاں دھوپ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ دو مہینوں سے بیٹھے ہوئے ہیں کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ یہ کس کی وجہ سے ہوا۔ کیا یہ natural disaster تھا؟ ہرگز نہیں۔ میں اس floor کے سامنے استدعا کروں گا۔ جناب چیئرمین! بدقسمتی سے جتوئی صاحب جیسے ذمہ دار شخص نے کہا کہ اگر یہ ڈیم نہ ہوتا تو نقصانات زیادہ ہوتے۔ میرے خیال میں ڈیم کی ابجد سے وہ واقف نہیں ہیں۔ پانی آ رہا ہے۔ پانی تو سیدھا سمندر میں جا رہا ہے۔ آپ نے اس کو obstruct کیا اور اس نے جا کر back hit کیا۔ اگر natural basis پر جاتے اور جیونی میں جا کر دریا میں گر جاتا تو کیا نقصان ہوتا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر جو کچھ ہوا لوگوں کے ساتھ وہ انتہائی تکلیف دہ ہے اور آج وہ کہہ رہے ہیں جناب چیئرمین! کہ وہ fault تھا۔ اب وہ چھ سو فٹ کے spill way کو بڑھا رہے ہیں ۱۲۰۰ فٹ سے۔ اگر ۱۲۰۰ فٹ پہلے کر لیتے تو اتنے لوگوں کا نقصان نہ ہوتا۔ سات آٹھ ارب کا initial طور پر نقصان ہوا۔ میرانی ڈیم کی وجہ سے جو کچھ ہو رہا ہے میں ان کو کہہ رہا ہوں۔ اب ایک اور بات میں اس floor کے سامنے ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ میری information ہے کہ میرانی ڈیم میں cracks آ گئے ہیں جن کو چھپا رہے ہیں۔ میں floor کے توسط سے مطالبہ کرتا ہوں کہ میرانی ڈیم کی مکمل طور پر inquiry ہونی چاہیئے کہ کیوں گزشتہ چار سالوں سے لوگ بھوک ہڑتالوں پر بیٹھے رہے۔ اس کے باوجود لوگوں کی کیوں نہیں سنی گئی۔ ان جاہلوں کا سچ آج ثابت ہوا اور آپ لوگوں نے جو کچھ کہا وہ سب کا سب جھوٹ ثابت ہوا۔ اس کی inquiry ہونی چاہیئے اور جو ذمہ دار لوگ ہیں ان کو کچھ تو سزا ہونی چاہیئے۔ جو لوگوں کی پچاس سال کی زندگی کا مال و متاع تھا وہ سب لٹا دیا۔ کیوں لٹا دیا آپ کے میگا پروجیکٹ نے۔

میگا پروجیکٹ تو آپ نے اس لئے بنوائے تاکہ لوگوں کو relief ملے۔ آپ یقین کریں کہ اس وقت 90% وہاں کی جو agriculture ہے وہ برباد ہے۔ کاریزیں برباد ہوگئیں۔ کم از کم دو گاؤں کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ دو گاؤں کا ہم نے جو survey کیا وہ چھوٹے

گاؤں تھے۔ ان میں دس ہزار کھجور کے trees بہہ گئے ہیں۔ہر چیز برباد ہو گئی ہے۔ آپ اگر پوچھیں گے نہیں کہ who is responsible تو یہ ایک بڑا المیہ ہو گا۔ میں کہتا ہوں not a natural disaster, it is a national disaster. یہ ایک قومی المیہ ہے کہ آپ نے جو ڈیم بنائے اس میں لوگوں کو relief دینے کی بجائے لوگوں کو برباد کر دیا۔اسی floor پر ہم چیختے چلاتے رہے کہ خدا کے لئے ۲۶۴ لیول پر یا تو spill way کو بڑھاؤ یا ۲۶۴ لیول پر جتنے لوگ آتے ہیں ان کو نکال دو۔ ان کو compensate کرو۔ ان کو rehabilitate کرو۔ ان کو کسی اور جگہ پر بٹھا دو۔ نہ spill way کو بڑھایا نہ ۲۶۴ لیول پر لوگوں کو ہٹایا نتیجہ یہ رہا کہ اس وقت کچھ ڈسٹرکٹ کی تمام agriculture بیٹھ گئی۔ ۲۵ سے ۴۰ ہزار کے قریب لوگ دھوپ میں تڑپ رہے ہیں۔ میری گزارش ہے آپ کے توسط سے

نمبرا۔ یہ جو لوگ ہیں ان کو جلد سے جلد rehabilitate کیا جائے۔ ۲۷۵ پر جو لوگ متاثر ہوئے ہیں ان کو جلد سے جلد compensate کریں۔ اس کے خلاف inquiry بٹھا دیں کہ ذمہ دارکون ہیں۔ چیئرمین صاحب! میں آپ کے توسط سے یہ کہہ رہا ہوں۔ اب حال یہ ہے کہ وہاں پر آپ ایف سی کو بھیج رہے ہیں کہ جاؤ تقسیم کرو۔ایف سی کو گالیاں دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ آپ لوگ ہمیں مار دیں۔ آپ نے ہمیں برباد کیا۔ حالات اس حد تک اب پہنچ گئے ہیں کہ وہاں پر ایف سی نہیں جا سکتی۔ گورنمنٹ کے ملازمین نہیں جا سکتے۔ واپڈا والے وہاں پرنہیں جا سکتے۔ ہم وہاں پر گئے اور واپڈا والوں کو کہا کہ آپ نے جو کچھ کیا اب مہربانی فرما کر آپ جائیں۔ لوگ آپ کو تحفظ دے دیں گے۔ آپ اس کا survey کریں۔ یہ میرانی ڈیم کی صورت حال ہے۔ایک ہزار ٹیوب ویل تھے اور وہاں پر ایک ٹیوب ویل پر چھ سے دس لاکھ روپے خرچہ آتا ہے۔ اس وقت خاران کے چھ سو ٹیوب ویل مکمل تباہ ہو چکے ہیں، وہاں پر جو agriculture تھی، خاران شہر کے ساتھ منسلک چھ ہزار گھر تھے، چیئرمین صاحب! آپ وہاں جائیں، آپ کو یہ اندازہ نہیں ہو گا کہ یہاں پر کوئی گھر یا گاؤں تھے۔ شکر ہے کہ یہ swap ہوا ورنہ کم از کم خاران میں پانچ سے چھ ہزار لوگ مر جاتے۔ نصیر آباد، سبی کی صورتحال یہ ہے کہ وہاں پر دریائے ناڑی، دریائے بولان، دریائے موُلا سے جو بربادی ہوئی، فصلیں تباہ ہوئیں، آپ ژوب، پشین میں دیکھیں، وہاں لوگوں کا جو کچھ تھا، بلوچستان میں لوگ ویسے ہی poverty line سے بہت نیچے تھے، اس سیلاب نے

بالکل ہی تباہ کر دیا۔ اب World Bank والے survey کر رہے ہیں، ان کا survey شاید زیادہ authentic ہو، بلوچستان گورنمنٹ نے جو رپورٹ شائع کی، اس کے مطابق اس وقت اسی سے نوے یا ستر سے اسی ارب روپے کے قریب نقصانات ہوئے ہیں اور بدقسمتی یہ ہے کہ اس کو اس level پر کہیں نہیں لیا جا رہا اور چیئرمین صاحب! میں آپ کے توسط سے گزارش کرتا ہوں کہ جو تمام international NGOs ہیں، ان کو روکا جا رہا ہے کہ آپ وہاں نہ جائیں۔ ایک المیہ تو یہ ہے کہ جتنی international NGOs ہیں وہ کہتی ہیں کہ ہم جائیں گے اور خاران میں یہ ہوا کہ international NGOs ٹینٹ لے کر گئیں۔ وہاں سرکاری پارٹیوں، سرکار، ایف سی نے ان کو روکا کہ ہم تقسیم کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کیوں تقسیم کریں گے؟ یہ تو ہم خود لوگوں کو دیں گے otherwise ہم نہیں جائیں گے اور انہوں نے wind up کر لیا۔

اس ایوان کے توسط سے میری گزارش ہو گی کہ خدارا! آپ انٹرنیشنل برادری کو چھوڑیں، آپ اپیل کریں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ آپ اپیل کرتے، آپ نے کہا کہ ہم ان کو خود compensate کریں گے۔ Compensation کی حالت یہ تھی کہ چیئرمین صاحب! وہاں کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ لوگ آپس میں اور ادھر سے جا کر ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔ میری تیسری demand یہ ہے کہ international agencies کو اجازت دی جائے کہ وہ جا کر لوگوں کی تھوڑی بہت مدد کریں، میں حیران ہوں کہ ہر جگہ پر foreigners جا سکتے ہیں، بلوچستان میں نہیں جا سکتے۔ کیوں نہیں جا سکتے؟ آپ کے تمام ادارے Western, Americans چلا رہے ہیں لیکن آپ NGOs کو کہتے ہیں کہ جب تک National Disaster Cell اجازت نہ دے، ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے کہ آپ نصیر آباد، ژوب یا تربت میں جائیں۔ کیوں نہ جائیں؟ اب کھوڑ ان کے لیے کھلا ہے لیکن ژوب ان کے لیے کھلا نہیں ہے، وہ کھوڑ جا سکتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ خدارا! اگر آپ ہماری مدد کر رہے ہیں، آپ کریں گے بھی، آپ کی بڑی مہربانی لیکن اگر کوئی دوسرا بھی کرنا چاہتا ہے تو آپ اس کو تو کرنے دیں۔ اس کے علاوہ چیئرمین صاحب! میں انہی گزارشات کے ساتھ---

جناب چیئرمین: کس کو relief کے کام سے روکا گیا ہے؟

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: تمام جو international NGOs ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ اگر local administration کے ساتھ coordinate کریں تو---

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: وہ کہتے ہیں کہ جب تک آپ کو National Disaster Cell NOC نہیں دے گا، ہم آپ کو اجازت نہیں دیں گے۔ اب National Disaster Cell کو بلوچستان کے کسی دیہات کے لیے NOC دینے کی کیا ضرورت ہے؟ جناب! آپ اگر اس کو صحیح معنوں میں--- بد قسمتی سے میڈیا نے اس کو وہ coverage نہیں دی یا چونکہ یہاں حالات ایسے تھے، otherwise اس سیلاب نے کم از کم بلوچستان کی سب چیزوں کو برباد کر دیا ہے۔ آپ کے توسط سے میری گزارش ہے کہ اگر آپ نے میرانی ڈیم کی enquiry نہ کی تو لوگ اس پر react کریں گے اور آپ کو نہیں چھوڑیں گے۔ وہاں ایسی صورتحال پیدا ہو جائے گی جو آپ کے کنٹرول میں نہیں ہو گی۔

نمبر دو، وہ لوگ جو affectees ہیں، ان کو اگر آپ compensate نہیں کریں گے، چالیس پچاس ہزار لوگ جو میدانوں میں پڑے ہوئے ہیں، وہ پاگلوں کی طرح نکل جائیں گے اور وہ نکل رہے ہیں۔ میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ وہ RPG لے کے ان کو گالیاں دے رہے ہیں کہ آپ ہمیں ماریں، آپ نے ہمیں برباد کر دیا ہے۔

نمبر تین، یہ جو NGOs جانا چاہتی ہیں، آپ ان کو جانے دیں تاکہ لوگوں کی مدد ہو سکے۔ میری یہی تین چار گزارشات ہیں اور انہی گزارشات کے ساتھ میری حکومتی بنچوں، خاص طور پر جتوئی صاحب یہاں پر نہیں ہیں، میری جتوئی صاحب سے گزارش ہے کہ آپ کے department نے ہمیں برباد کیا اور آپ floor of the House پر یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر میرانی ڈیم نہ بنتا تو اس کے نقصانات اور زیادہ ہوتے۔ اتنے illogic نہ بنیں، آپ ذمہ دار شخص ہیں، آپ مسئلے کی تہہ تک جائیں، اس کی انکوائری کریں کہ کیا reasons ہیں۔ ایک تو ہم برباد ہو گئے ہیں اور دوسرے ہمارے حوالے سے گورنمنٹ غلط بیانات نہ دے، properly investigate کریں۔ جناب! آپ یقین کریں کہ سیلاب سے دو دن پہلے میں سب ذمہ دار

آدمیوں سے ملا، میں نے کہا یہاں بربادی ہو رہی ہے، کہتے ہیں نہیں جی ڈاکٹر صاحب آپ ویسے ہی کہہ رہے ہیں، یہاں تو دو سو سال تک سیلاب نہیں آئے گا۔ میں Planning Commission سے ملا ہوں، بلوچستان گورنمنٹ سے ملا ہوں، میں نے request کی کہ جناب یہ لوگ برباد ہوں گے اور دو دن کے بعد میں نے چیف سیکریٹری صاحب کو کہا کہ دو سو سال تو چھوڑو دو دن کے بعد یہ تمام لوگ برباد ہو گئے ہیں۔ وہاں پر 40 ہزار لوگوں کے گھر برباد ہو گئے ہیں۔ میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ وہاں کچھ بھی نہیں ہے، plain زمین ہے، وہاں لوگوں کی جائیدادیں تھیں، گھر تھے، سب کچھ برباد ہو گیا ہے۔ ان ہی گزارشات کے ساتھ میں اس ایوان اور آپ کا مشکور ہوں کہ مجھے موقع دیا گیا اور میں media سے گزارش کرتا ہوں کہ ان چیزوں کو highlight کریں تاکہ ملک کے لوگوں کو پتا چل جائے اور جو کچھ گورنمنٹ نہیں کرنا چاہتی، اس کو pressurize کریں تاکہ لوگوں کو کچھ relief مل جائے۔ Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you. Dr. Malik sahib has great respect to time factor

باقی speakers بھی time factor ضرور مدنظر رکھیں، جیسے مالک صاحب نے کیا ہے۔ جی پری گل آغا صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں آپ کی والدہ صاحبہ مسز سومرو اور اپنی لیڈی ناظمہ صاحبہ کو سینیٹ میں welcome کرتی ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیابی دے اور ان کا سایہ آپ کے سر پر رہے تاکہ آپ کا سایہ ہمارے سینیٹ پر رہے۔ میں تمام خواتین بلکہ تمام سینیٹ کی جانب سے ان کو خوش آمدید کہتی ہوں۔

Mr. Chairman: Thank you. Dr. Ismail Buledi.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! یہ بہت اہم مسئلہ ہے کہ ڈیڑھ دو مہینہ پہلے جس سیلاب نے بلوچستان اور سندھ میں تباہی مچائی اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اتفاقاً میں ان دنوں تربت میں موجود تھا اور میں چشم دید گواہ ہوں کہ وہاں کیا situation تھی۔ وہاں اچانک پانی آ گیا اور اللہ کا شکر ہے کہ مغرب کی نماز سے پہلے یہ

پانی آیا اور لوگ بھاگ کر کم از کم اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہو گئے۔ تربت سے تقریباً تین چار کلومیٹر جہاں کہ ہمارا ائیر پورٹ ہے اور مکران کا دارالخلافہ ہے' وہاں پر سیلاب کی وجہ سے پل ٹوٹ گیا اور اس سے کم از کم 15/20 گاؤں متاثر ہوئے اور تقریباً ہر گاؤں کی آبادی 3/4 ہزار کی تھی' وہ تباہ و برباد ہو گئے۔ ان کا جتنا بھی گھریلو سامان تھا وہ پانی میں ڈوب گیا' جانور' بکری اور حیوانات وغیرہ اس میں بہہ گئے۔

جناب چیئرمین! واقعہ یہ ہوا کہ ایک گاؤں سولبند تھا' اچانک پانی آنے کی وجہ سے وہاں 35 لوگوں نے ایک مسجد کی چھت پر جا کر پناہ لی اور ہم نے گورنر بلوچستان' صوبائی حکومت اور چیف سیکریٹری بلوچستان سے رابطہ کیا کہ ان کے لیے ہیلی کاپٹر کا بندوبست کیا جائے' ہم وہاں آپریشن روم سے touch تھے' DCO بھی تھا' ناظم بھی تھا اور وہاں کا FC Commander بھی تھا۔ میں حیران ہوں کہ 48 گھنٹے کے بعد بڑی مشکل سے کوئٹہ سے ہیلی کاپٹر آیا اور وہ آخری وقت میں بچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچانا تھا' وہاں کوئی خوراک وغیرہ نہیں تھی' وہاں فریج لے گئے' اس میں بوتلیں اور juices وغیرہ تھے' ساری چیزیں تھیں' وہ ان کو مسجد کی چھت پر دی گئیں' اسی سے انہوں نے گزارہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچانے کا ایک ذریعہ بنایا۔ ان کی situation یہ تھی کہ ہم نے Governor بلوچستان سے کہا کہ اگر اس position میں ایک فوجی بھی پھنس جاتا ہے تو آپ کے 10 helicopters آتے ہیں۔ بلوچوں اور پشتونوں پر operation کے لیے آپ کے 50 helicopters آتے ہیں لیکن 48 گھنٹے گزرنے کے بعد بھی 35 جانوں کو بچانے کے لیے آپ کا ایک بھی helicopter تربت نہیں پہنچتا ہے۔ میں حیران ہوں' اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ تربت پاکستان کا حصہ نہیں ہے یا بلوچ پاکستان کے لوگ نہیں ہیں تو آپ مجھے جواب دے دیں۔ اویس غنی صاحب سے میں نے بات کی' انہوں نے کہا کہ موسم خراب ہے'میں نے کہا کہ آپ کی ایک fokker flight daily آ رہی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ موسم خراب ہے' اگر ابھی جنگ ہو گئی' کوئی attack ہو گیا تو پھر آپ کیا کریں گے۔

بہرحال یہ بھی ایک المیہ تھا۔ اس کے بعد وہاں پر جو position تھی' اس وقت جب وزیر اعظم وہاں آئے تھے' میں وہاں briefing میں موجود تھا۔ میں نے وزیر اعظم شوکت عزیز

سے کہا کہ آپ ہوائی survey کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ آپ یہاں قریب ہیں جو affected areas ہیں، جو متاثرین ہیں، آپ جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ ان کا کیا حال ہے۔ ان کو نہ ابھی تک پانی ملا ہے، نہ وہاں خوراک ملتی ہے، نہ وہاں کوئی سہولت ہے، وہ لوگ در بدر ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں ہوائی survey کرتا ہوں۔ مجھے NOC نہیں دیا گیا اور کہا گیا کہ آپ by road نہیں جا سکتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ہوں، آپ جمہوری وزیر اعظم ہیں، میرے ساتھ چلیں، لوگوں کو دیکھیں لیکن وہ جانے کے لیے تیار نہیں ہوئے۔ میں نے اس دن بھی ان سے کہا کہ جناب وزیر اعظم صاحب! یہ زلزلہ جو آیا تھا، اس میں death cases زیادہ ہوئے تھے لیکن وہاں پر گھروں کے نقصانات اس سے بھی زیادہ ہوئے ہیں۔ میں نے وزیر اعظم سے کہا تھا کہ یہ ایک حکومت کے بس کی بات نہیں ہے، ایک ادارہ کچھ نہیں کر سکتا، تربت یا کوئٹہ میں donor conference بلائی جائے اور دنیا کی تمام NGOs اور اداروں کو involve کیا جائے تاکہ وہ share کریں۔ آپ پوری دنیا میں ایک message دیں کہ آپ کی مدد کریں، پاکستان میں جو بھی internationally NGOs آئیں گی اور پھر وہ یہ کریں گی کہ 50 گھر ایک NGO بنائے گی، 200 گھر کوئی اور بنائے گی، اس طرح share کر کے نقصانات کی تلافی ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین! آج تک یہ صورت حال ہے کہ ہم نے وہاں یہ مطالبہ کیا تھا کہ سیاسی بنیادوں پر یہ تقسیم نہیں ہونی چاہئیے۔ یہ جو ضمنی بات ہے، ان کو غیر جانبدار ادارے سے--- FC اور دوسروں کو involve کیا گیا ہے، وہاں ناظمین کو بھی involve کیا گیا ہے۔ یہ صورت حال ہے کہ لوگ ابھی خیموں میں پڑے ہوئے ہیں اور وہاں لوگوں کو راشن اور پانی مہیا نہیں کیا جارہا ہے اور لوگ اس سے پریشان ہیں، وہ اس گرمی میں کیا کریں۔ ہم نے FC والوں کو کہا کہ آپ جا کر لوگوں میں یہ تقسیم کریں لیکن وہ اس میں fail ہو گئے اور آج آپ جہاں بھی جائیں، لوگ complaint اور شکایت کر رہے ہیں کہ ہمیں کوئی سامان، کوئی relief اور کوئی چیز نہیں ملی ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! اس کے بعد میرانی Dam کا ڈاکٹر صاحب نے بھی بتایا، میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ ہمارے جتوئی صاحب موجود ہیں، اس وقت جو feasibility report

بنائی گئی تھی، اس وقت ہمارے یہ تحفظات تھے کہ اس کے لیے کوئی alternate نظام بنایا جائے تاکہ اگر کوئی بہت بڑا سیلاب آئے تو اس کو روکنے کے لیے اور جو میرانی Dam سے پہلے والے گاؤں ہیں، ان کو بچانے کے لیے کوئی سلسلہ شروع کیا جائے۔ میں نے NESPAK کو کہا اور میں نے Secretary صاحب سے دو دفعہ ملاقات بھی کی ہے اور میں WAPDA کے Chairman سے ملا کہ آپ اپنے expert لوگوں کو بلائیں۔ جو area میرانی Dam کے پانی سے، جو آپ کا level ہے، وہ جب متاثر ہوں گے، ان کو معاوضہ ادا کیا جائے اور ان کو جگہ بھی allot کی جائے تاکہ وہ جا کر وہاں کوئی کالونی بنائیں اور وہ اس جگہ سے چلے جائیں۔ NESPAK نے جا کر تین دفعہ survey کیا اور میں جتوئی صاحب کو invite کرتا ہوں کہ میرے ساتھ خود تربت میں اس جگہ جائیں جس کا آپ کے NESPAK والوں نے کہا تھا کہ یہاں 30 سال تک پانی نہیں آئے گا۔ آپ وہ جگہ دیکھیں، نہ مسجد ہے، نہ وہاں گھر ہیں، اب وہاں یہ بھی نظر نہیں آتا کہ یہاں کوئی بازار تھا، وہ تمام گھر بالکل ختم ہو گئے ہیں۔ NESPAK کے جن لوگوں نے یہ report دی تھی یا جن انجینئروں نے یہ report دی تھی کہ 30 سال کے بعد بھی 264 کے level تک یہ پانی نہیں پہنچے گا۔ جناب چیئرمین! اس نے 274 کے level کو cross کیا، 264 کی بجائے 274 level کو پانی نے cross کیا۔ ہم نے پھر NESPAK والوں اور Planning Commission والوں کو کہا کہ آپ نے تیس سال کا وقت دیا تھا یہ تو ایک مہینے میں 276 لیول کو cross کر گیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ وہ بچ گئے اگر میرانی ڈیم ٹوٹ جاتا تو بہت تباہی ہوتی۔ ہم نے اعلان کیا کہ میرانی ڈیم کے بعد آبادی آتی ہے وہ تمام وہاں سے شفٹ ہو جائیں۔ وہ تمام چھٹیوں میں پہاڑوں پر چلے گئے کیوں کہ خطرہ تھا کہ اگر میرانی ڈیم ٹوٹ جائے تو آگے والی آبادی گوادر تک تباہ ہو جائے گی۔ لیکن یہ اللہ کا شکر ہے کہ میرانی ڈیم ٹوٹنے سے بچ گیا لیکن جو آگے والی آبادی تھی جو کہ پندرہ بیس گاؤں پر مشتمل ہے اس پانی کی وجہ سے وہ تباہ ہوگئی اور آج وہ خیموں میں رہ رہے ہیں۔ نیسپاک والوں نے یا آپ کے انجنیئروں نے یا واپڈا کے اہلکاروں نے آپ کو جو رپورٹ دی تھی آپ ان کے خلاف ایک انکوائری قائم کریں اور ان کو بتا دیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کوئی پیغام بھیجا تھا کہ ایسا کوئی سیلاب نہیں آئے گا؟ آپ کہہ رہے تھے کہ تیس سال تک یہ میرانی ڈیم نہیں بھر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ

ان کی لاپرواہی تھی اس وجہ سے کم ازکم ایک لاکھ لوگ میرانی ڈیم کی وجہ سے زیر آب آگئے اور آج وہ بے چارے در بدر پھر رہے ہیں۔جناب چیئرمین! میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ایک ارب روپے---

جناب چیئرمین: ذرا وقت کا خیال رکھیں۔ دو منٹ میں ختم کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: ایک ارب روپے وفاقی حکومت نے وہاں تربت میں DCO کو دیے ۔ آج تک جو لوگ میرانی ڈیم سے متاثر ہوئے ہیں ان کو ادائیگی نہیں ہوئی۔ وہ پیسے اس کے اکاونٹ میں پڑے ہیں۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ کمیشن کا چکر ہے۔ میں نے جتوئی صاحب سے کہا تھا کہ آپ واپڈا چیئرمین کو حکم دیں کہ وہ وہاں جا کر ہمارے ساتھ میٹنگ کرے، لوگوں کو بلائے ان کے جو خدشات و تحفظات ہیں ان کو دور کریں لیکن آج تک وہ میٹنگ نہیں ہوسکی۔

جناب چیئرمین! میں اس لیے کہتا ہوں کہ سندھ میں بھی اسی طرح کی تباہی مچا دی اور جھل مگسی میں کتنا جانی نقصان ہوا۔ نال، خضدار، قلات جو نقصانات ہوئے ہیں اور سندھ میں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور آج تک وفاقی حکومت اس کو بالکل serious نہیں لے رہی ہے اور اس کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے۔ وزیراعظم صاحب گئے اور انہوں نے تربت میں کسی پیکج کا اعلان کیا البتہ انہوں نے ایک کام کیا جب مشرف صاحب گئے صرف پندرہ ہزار روپے فی گھر دئیے۔ میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ یہ لوگوں کے ساتھ مذاق ہے۔ یہ بھکاری تو نہیں ہیں کہ ان کو پندرہ ہزار روپے دئیے جا رہے ہیں۔ ہمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے گھروں کو از سر نو تعمیر کیا جائے اور ان لوگوں کو زمین الاٹ کی جائے اور ان کے لیے وہاں تمام سہولتیں دی جائیں جس میں میڈیکل، سکول، مسجد، مدرسہ سب چیزیں اس کالونی میں ہونی چاہییں اور وہاں ان کو آباد کیا جائے۔ لیکن آج تک اس مسئلے پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان ایک کمیٹی مقرر کرے جو جتوئی صاحب کی سربراہی میں جاکر affected areas کا معائنہ کرے اور آکر اس ایوان میں رپورٹ پیش کرے کہ وہاں لوگوں کی کیا مشکلات ہیں۔لوگ وہاں کس طرح در بدر پڑے ہوئے ہیں۔جناب

چیئرمین! اس وقت بھی لوگوں نے جلوس نکالا تھا میں وہاں موجود تھا میں بھی اس جلوس میں شریک ہوا تھا میرے خلاف آج بھی FIR موجود ہے۔ لوگوں نے باقاعدہ یہ reaction کیا کہ حکومت کوئی توجہ نہیں دے رہی اور ہمیں کوئی ریلیف نہیں مل رہا۔ میں بھی ان کے ساتھ DCO کے دفتر گیا اور ناظم کو بتایا اس میں DPO بھی زخمی ہوا۔ میں سمجھتا ہوں اگر ان کے بارے میں حکومت نے کوئی ایکشن نہیں لیا تو یہ لوگ پھر احتجاج کریں گے اور جو ردعمل ہوگا حکومت اس کو کنٹرول نہیں کر سکے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ متعلقہ وزیر صاحب بھی ہیں وہ واپڈا چیئرمین کو بلائیں اور جو وہاں کے نمائندے ہیں ان کے ساتھ ایک میٹنگ کریں اور ہمارے ساتھ موقع پر چلیں اور دیکھیں کہ وہاں زمینی حقائق کیا ہیں۔ وہاں جو کھجور کی فصل تھی وہ بھی تباہ ہوگئی ہے۔ وہاں لوگ دربدر ہیں ان کو ایک روپیہ معاوضہ نہیں دیا جا رہا۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ آپ فوری طور پر ایکشن لیں اور اس پر ruling بھی دیں اور ان کو کہہ دیں کہ فوری طور پر میرانی ڈیم اور سیلاب کے حوالے سے ایک میٹنگ بلائیں اور اس کو فوری طور پر زیر بحث لائیں اور جتنا بھی نقصان ہوا ہے اس کا معاوضہ ادا کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی جتوئی صاحب۔

جناب لیاقت علی جتوئی (وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب چیئرمین! تھوڑی سی clarification کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی فرمائیں۔

جناب لیاقت علی جتوئی: جناب چیئرمین! I have lot of respect for the honourable Member میں صرف یہ کہوں گا کہ بار بار میرانی، میرانی ڈیم کی باتیں ہو رہی تھیں۔ ہم نے میرانی ڈیم ان لوگوں کی بہتری کے لئے بنایا تھا۔ یہ صدر جنرل پرویز مشرف کا پروگرام تھا۔ وہاں اگر یہ میرانی ڈیم نہ ہوتا تو میں ان کو کہتا ہوں کہ ان کی آبادی کا کوئی آدمی نہ بچتا کیونکہ میرانی ڈیم نے ہی یہ پانی روکا۔ ہم نے پونے تین لاکھ کیوسک پانی چھوڑا تھا۔ ایک تو میرانی ڈیم کی testing بھی ہوگئی کہ اتنا اچھا designed dam تھا کہ اتنے زیادہ پانی کو with-hold کیا۔

Mr. Chairman, you know this time there was cloud bursting and there were unprecedented water, they don't realize that what kind of water was there. I myself was in Dadu, in Qumber because that is a natural drainage where the water goes into Mancher lake.

میرے ساتھ چلیں میں بتاؤں کہ ہمارے ہاں کیا تباہ کاری ہوئی ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ میرانی کے لئے بار بار کہا جاتا ہے - میرانی ڈیم بننے سے تینتیس ہزار ایکڑ زمین آباد ہوگی- غریبوں کی فصل ہوگی اور ان کے کھانے پینے کا بندوبست ہوگا لیکن اتنا پانی جب آیا تو ہم اس کو کیسے روک سکتے تھے - صرف تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہیے and I will request you sir, I will be winding upon onTuesday. If you could allow me, I will reply to all these questions. لیکن ہر بات پر سیاست نہیں ہونی چاہیے- شکریہ-

Mr. Chairman: Wasim Sajjad Sahib. Winding up on Tuesday is OK, becuase the Minister will adjust him for winding up. This discussion would be on Tuesday because Monday is private members day.

سینیٹر وسیم سجاد : جی ہاں میرا خیال ہے Monday کو تو private members day ہے-

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے Tuesday کو جتوئی صاحب! اس کی winding up ہو گی-

Senator Wasim Sajjad: Mr. Chairman, with your kind permission I want to make a statement on behalf of the Prime Minister Secretariat. Sir, about two days ago, I think, Senator Enver Baig made a statement on the floor of the House which was reported in many newspapers alleging that a sterilizing equipment worth 3 million had been

purchased for the shaving kit of the Prime Minister. Sir, this was reported in many papers, the statement of Mr. Enver Baig. Sir, this is absolutely incorrect. There is no basis for that, the Prime Minister has not used any sterilizing equipment nor they need one. We all shave everyday sir, and all we have to do is, change the blade regularly, may be use after shave lotion but nobody and it is absolutely incorrect that sterilizing equipment worth 3 million has been used by the Prime Minister. Sir, I would request the honourable Senator that because any statement before the House is very seriously taken and it is reported. They should please investigate the facts fully before they make such a statement.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! اس پر میری گزارش ہے میں نہیں چاہتا۔

otherwise a wild allegation like this is proved to be quite fake and false. It amounts to the contempt of the House. Basically, we are not moving contempt but in future I will request my honourable colleague Senator that they may kindly avoid such sort of wild allegations which amount to the contempt of the House. It's a very serious matter, not only he has put a question on the Prime Minister of the country by telling that so much money has been spent on his shaving kit to get it sterilized. Even sterilization of operation theatre equipment is also not so expensive as he has told to the House. This is very bad.

Mr. Chairman: I think it is very basic that any statement made

anywhere especially in this House should be verified and currently checked.

(Interruption)

جناب چیئرمین: طارق عظیم صاحب بول رہے ہیں- بلیدی صاحب! Tariq Azeem Sahib has the floor.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میں اس پر comment کرتا ہوں- طارق عظیم صاحب کو سن لیں، میں comment کرتا ہوں-

Senator Wasim Sajjad: Sir, before Mr. Tariq Azeem takes the floor, regarding the allocation of time and procedure to be followed for this discussion on the flood, there is suggestion to which I have no objection, that on Monday we continue discussions on the flood situation subject to some important business if somebody wants to take up, some private members wanted to take up. We complete the discussion 'on flood on Monday and the honourable Minister winds up the debate on Tuesday and then after that the foreign policy debate will start. There is a suggestion and ....

Senator Mian Raza Rabbani : Sir, plus I have also requested that on Tuesday if we can have the session in the morning because there are certain opposition members who would like to catch the afternoon flight, so if we have the session on Tuesday morning then they can take part in the debate on foreign affairs and catch the afternoon flight.

Mr. Chairman: No, foreign affairs or...

Senator Mian Raza Rabbani : No sir, what we discussed was that on Monday would be private members day like we did last time. We can go through the bills and all and then we can continue discussion on this. The honourable Minister would be here on Tuesday morning. He would be the only speaker to wind up then we could commence with the Foreign policy debate but if we could have the session in morning.

Mr. Chairman: It is up to the House, if the House so wants, Wasim Sahib would the session take place on Tuesday morning?

Senator Wasim Sajjad: Yes sir.

Mr. Chairman: Ok, on Tuesday morning at what time, at 10 of the clock so that everybody should be aware of it?

Senator Mian Raza Rabbani: Yes sir, at 10.00 o' clock.

Mr. Chairman: 10.00 o' clock and then you want to have a single session that goes on till the afternoon. Jatoi sahib, Tuesday morning beginning very early, come and wind up at the very start and would you want to have a questions hour that day or you want to dispense with that?

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, we will consult then we can chalk it out.

Mr. Chairman: OK., then let me and Raja sahib know, we can do that and on Tuesday if you don't have questions hour, at the very beginning if you can be here otherwise after the question hour.

Mr. Liaquat Ali Jatoi: I will be here at 10 o' clock.

Mr. Chairman: Then we will start to have this.

Mr. Liaquat Ali Jatoi: Thank you very much.

Mr. Chairman: And the point raised on these things, if you have a time to meet the members, they want to visit there, if somebody can consult, can be directed to contact them to remove their serious grievances and main thing was on the length of the spillway, if there was any suggestion from the locals that it was not listened to then may be, that should be looked into because this is one of the concerns of Dr. Malik.

Mr. Liaquat Ali Jatoi: Sir, the members of the Opposition and all the members are equal to me and I have a lot of respect for them. I will be prepared to take them along with myself. Sir, why should I tell some other body.

Mr. Chairman: That is the good gesture and I appreciate it.

Mr. Liaquat Ali Jatoi: So, I will take them along and if they are prepared we can make the visit. Let the members of Opposition and the treasury benches go together and let's do it together.

Mr. Chairman: I think, that is a good gesture and we can coordinate with the WAPDA.

Mr. Liaquat Ali Jatoi: Let them coordinate with the Chairman, WAPDA. Chairman, WAPDA will be there, Member (Water) and everybody will be there.

Mr. Chairman: And the other point that we have raised, you

can mention that also.

Mr. Liaquat Ali Jatoi: We will do that.

Senator Mian Raza Rabbani: I have consulted all the colleagues and on Tuesday we can dispense with the question hour and we can start session with this.

Mr. Chairman: So that maximum time can be consumed. Raja sahib, please make note of it. Tariq Azim sahib.

Senator Tariq Azeem Khan (Minister of state for Information): Sir, going back what the Leader of the House has just mentioned about very irresponsible statement made by Enver Baig Sahib. I think it is becoming a childpractice that people make such irresponsible statements on the floor of the House for political gains. I think, the only honourable thing for the honourable Senator would be to either provide the proof or withdraw his statement. I think that is the best thing to do. I think gone are the days you know

یہاں پر گھوڑے جو ہیں صبح مربہ کھاتے تھے اور ائرکنڈیشنڈ گاڑیوں میں travel کرتے تھے۔

This is a very responsible government, very honest and upright government and I think to make statement like this, this is highly irresponsible. I think the only honourable thing for Enver Baig sahib would be to withdraw his statement or provide the proof to the House.

Mr. Chairman: Mr. Nisar A. Memon.

سینیٹر نثار احمد میمن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ یہ جو سانحہ ہوا ہے' قدرت کی طرف سے جو نقصانات ہوئے ہیں بارش اور

floods کی وجہ سے اس پر ہم ان سب پاکستانیوں جن کی جانیں سندھ اور بلوچستان میں چلی گئی ہیں ان کے ورثاء کے ساتھ ہم تعزیت کرتے ہیں اور ہم افسوس کرتے ہیں ان کے ساتھ جو اس وقت بے گھر ہوئے ہیں اور تکالیف میں بھی ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ حکومت نے اس سلسلے میں کافی اقدامات کئے ہیں جو مجھے یقین ہے وہ حکومت کے وزیرہمیں بتائیں گے مگر جو کچھ ہم نے اخباروں میں پڑھا، جو کچھ ہم نے وہاں دوستوں سے سنا، جب ہم نے ان سے بات کی اس علاقے میں تو ہمیں محسوس ہوا کہ پہلے تو ہم ان سب لوگوں کو سراہنا چاہتے ہیں جنہوں نے وہاں کے غریب عوام ہیں، ایک طرف تو ان کے بھائی تکلیف میں تھے مگر اس کے باوجود انہوں نے وہاں پر لوگوں کی بہت مدد کی ہے۔ ہم ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ وہاں کے عوامی نمائندے جو کسی بھی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں انہوں نے فوری طور پر نکل کر ان کی امداد کی ہے اور جو کچھ وہ کر سکتے تھے انہوں نے کیا ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ حکومت کے وزراء چاہے وہ بلوچستان کے ہوں یا سندھ کے ہوں وہ مسلسل وہیں ان علاقوں میں بیٹھے رہے اور آج بھی میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے اپنا time وہاں زیادہ serve کیا۔ تو وہاں کے افسروں کی ایک طرح سے نگہداشت بھی ہو جاتی ہے اور راہنمائی بھی ہو جاتی ہے اور دوسرا عوام کے ساتھ حکومت کے نمائندوں کا تعلق بھی برقرار رہتا ہے۔ Elected representatives چاہے کسی پارٹی سے ان کا تعلق ہو وہ وہاں پر رہے خاص طور پر وزیر ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بہت اچھے اقدامات تھے۔ ہمارے مختلف ساتھیوں نے وہاں جا کر امداد کی ہے جس میں ہماری اپنی پاکستان مسلم لیگ کی پارٹی بھی شامل تھی۔ ہمیں یہ بھولنا نہیں چاہیے کہ جب 2005 میں earthquake آیا تھا تو NGOs نے بھی بڑی مدد کی تھی چاہے وہ national NGOs تھیں یا international NGOs تھیں۔ میں نے ان سے خود بات کی ہے اور انہوں نے اقدامات کیے جن کو ہم سراہتے ہیں۔

آخر میں، میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنی افواج پاکستان کی خدمات کو بھی سراہیں کیونکہ انہوں نے Article 245 کے تحت in aid of the civil power آ کر یہاں امداد کی ہے۔ انہوں نے stranded لوگوں کو helicopter کے ذریعے وہاں سے نکالا جس میں پاکستان آرمی، پاکستان نیوی اور پاکستان ائیر فورس کے helicopters بھی شامل تھے۔ انہوں نے وہاں پر کھانا

اور دوائیاں پہنچائیں اور shelter دیا۔ انہوں نے سانپوں کے کاٹے ہوئے لوگوں کے لیے snake bite medicines بھی دیں۔ میرے خیال میں ان تمام اقدامات سے تکلیف میں کچھ کمی ہوئی ہو گی۔

جناب والا! اس وقت ہاؤس کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آئین میں دیا گیا ہے کہ ہم غربت میں کمی لائیں گے۔ حکومت اس بارے میں کوشش کر رہی ہے اور الحمد للہ ہماری economy اس حد تک develop ہو گئی کہ اس کا ثمر نیچے تک آنا چاہیے مگر ابھی بھی ایسے اقدامات ناکافی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ موہنجوداڑو بھی دریا کے کنارے تھا' دریا کے رخ بدلنے سے ان کی civilization کو نقصان پہنچا تھا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہم نے ایسے اقدامات کیے ہیں کہ دریاؤں کے ساتھ والی آبادیوں کو نقصان نہ پہنچے۔ ہم جانتے ہیں کہ dams کی تعمیر سے اس نقصان سے بچا جا سکتا ہے۔ Canals جب بھر جاتی ہیں تو ان کو بھی کھولا جاتا ہے اور اب ضروری ہے کہ اس سلسلے میں ہمیں pre-emptive measures لینے چاہییں۔ اس کے لیے بھی ضروری ہے کہ جو districts دریاؤں کے ساتھ ساتھ ہیں ان کو ایک emergency fund دیا جائے جیسے کہ وزیر اعظم صاحب کے پاس funds ہیں۔ ہمیں لوگوں کی دہلیز پر جا ان کی مدد کرنی چاہیے اور ہمیں special emergency funds بڑھانے پڑیں گے۔

جناب والا! مجھے پتا ہے کہ interior میں بہت غربت ہے اور وہاں غریب لوگوں کے مکانات کے لیے بھی کچھ ایسی کوشش کی جانی چاہیے جیسے کہ ERRA میں ایک structure دیا گیا۔ میرے خیال میں وزیر اعظم اور Federal Government کی طرف سے اس سلسلے میں سفارشات Provincial Governments کو جانی چاہییں اور ان کی پوری امداد کرنی چاہیے۔ اس وقت وہ اس قسم کا بجٹ نہیں رکھتے۔ میری یہ سفارش ہے کہ House کی طرف سے ان کو کہا جائے تاکہ اس طرح کی کوئی ان کے پاس funding ہو اور emergency کے وقت اس funding کو استعمال کیا جا سکے۔ آخر میں' میں یہ کہوں گا کہ compensation کے اعلانات بہت ہوئے ہیں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کئی لوگوں کو compensation نہیں ملی ہے۔ اس کے لیے ہونا یہ چاہیے کہ جن کا اعلان ہوا ہے ان کو compensation ملنی چاہیے اور جو اعلان نہیں ہوا ہے اور جن کو مدد ملنی چاہیے ان کو مدد دی جانی چاہیے اور ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا کہ

اس پورے سانحے اور تکالیف جو ہوئی ہیں ان کی ایک enquiryہونی چاہیے کہ کون ذمہ دار تھے اگر کہیں تکلیف زیادہ ہوئی ہے۔ کیا یہ ہوا ہے کہ کہیں کینال کا رخ ایک طرف موڑنا چاہیے تھا تو وہ دوسری طرف چلا گیا؛ کیا یہ ہوا ہے کہ کینال کو کھولنے کا انتظام وقت پر نہیں ہوا ہے۔ اس کی enquiry یقیناً Federal Government کو کروانی چاہیے کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو سینیٹ کی ایک کمیٹی بنالیں چند لوگوں کی جو وہاں پر جائیں جو جتوئی صاحب نے بتایا ہے کہ وہاں جا کے نہ صرف ان کے ساتھ ہمدردی دکھائیں بلکہ ہم جو سینیٹ کا فنڈ create کر رہے ہیں' contribute کر رہے ہیں اس میں سے ان کے لیے امداد بھی لے جائیں اور وہاں پر جا کے جو میڈیکل کا مسئلہ ہوگا' بیماریاں ہوں گی ان کے لیے بھی سینیٹ کو کچھ اقدامات کرنے چاہئیں اور ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا کہ اگر اس وقت اپنے ادارے یعنی جو پارلیمنٹ ہے' جو supreme ہے اگر اس کو مضبوط کرنا ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ دوسرے ادارے آ کے وہ کام نہ کریں جو ہمیں کرنا چاہیے ہمیں pre-emptive کام کرنا چاہیے۔ وہاں جا کے enquiry ہمیں کرنی چاہیے اور وہاں پر جو بھی اقدامات ضروری ہیں وہ کرنے چاہئیں کہ یہ نہ ہو کہ کل کو ہماری ذمہ داری کوئی اور ادارہ لے جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Good suggestions, I think at the end of the debate we will decide whatever suggestions are there to take them up. Mr. Raza Muhammad Raza.

سینیٹر رضا محمد رضا: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں اس اہم ترین موضوع پر ڈاکٹر عبدالمالک صاحب اور بلیدی صاحب کی باتوں کی تائید کرتے ہوئے ان میں یہ اضافہ کروں گا کہ جناب چیئرمین صاحب! آپ کو علم ہے کہ یہ جو آٹھ اکتوبر کا زلزلہ تھا اس دوران پورے ملک میں ہم نے کوتاہی کا' جس غفلت کا مظاہرہ کیا مشرف سے لے کر آپ اور ہم سب نے کہ تین دن تک ہم نے کوئی توجہ نہ کی زلزلے کے علاقوں پر۔ وہاں پر ہم جو relief دے سکتے تھے' زندہ لوگوں کو ہم بچا سکتے تھے بروقت وہ ہم کچھ بھی نہ کر سکے لیکن زلزلے والے اتنے خوش قسمت تھے کہ تین چار پانچ دن کے بعد پوری دنیا کو پتا چلا اور تمام ملکوں والے دوڑ پڑے اور ان کو

امداد دینی شروع کی۔

بلوچستان اور سندھ میں جو سیلاب کا سلسلہ تھا اس بارے میں حکومت کی بڑی مجرمانہ غفلت ہے کہ پورے صوبہ بلوچستان کے 27 ضلعوں میں بیس اس آفت کی زد میں آگئے اور جتنی ہماری آبادی تھی وہ اس سے متاثر ہوئی۔ یہ درست ہے کہ تین ساڑھے تین سو لوگ مرے، جانی نقصان کم تھا لیکن جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ ایک enquiry کریں اور اس میں وہ یہ کرے کہ زلزلے میں املاک کا مکانوں کا یعنی زمینوں کا کتنا نقصان ہوا اور بلوچستان کے فلڈ کی وجہ سے کتنا تھا؟ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے نقصانات زیادہ تھے زلزلے سے متاثرہ علاقوں کی نسبت لیکن نہ سرکاری سطح پر، حکومت کی سطح پر اس کے لیے کوئی بر وقت relief کا اور امداد کا، ازالے کا کوئی اعلان ہوا بلکہ انہوں تو بڑی ڈھٹائی سے اعلان کیا کہ ہم دنیا سے کوئی اپیل نہیں کریں گے۔

یہ جو ہم کہتے ہیں کہ ہم نے بروقت کارروائی کی تو جناب! ایک ہیلی کاپٹر تھا، صرف ایک، بعد میں بڑی فریاد کے بعد جب بی بی سی والوں نے شور مچایا تو تین چار ہیلی کاپٹر ہو گئے۔ Sir یہ جو نال میں لوگ مرے، تربت میں مرے یہ صرف اس غفلت کی وجہ سے کہ جو حکومتی انتظامات تھے وہ بروقت نہ پہنچ سکے اور جانی نقصان بھی ہوا اور دوسرے میں اس میں یہ کہوں گا کہ جس طرح کراچی میں پورے network کو بارش کے پانی اور ہواؤں نے اکھاڑ کے پھینک دیا اب تک کراچی ایک عذاب سے گزر رہا ہے اسی طرح تمام بلوچستان میں ہمارا جو network تھا مواصلات کا جتوئی صاحب پتا نہیں اس میں کیا کہہ رہے ہیں، میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ جو سبی میں ناڑی گاچھ کا جو reservoir تھا وہ تمام بہا لے گیا، سبی کی تمام بربادی، اس کی زمینوں کی، اس کے گاؤں کی اور وہ جو ہمارا انگریز دور کا تاریخی reservoir تھا۔ وہ تباہ ہو گیا۔ آپ نے اس سلسلے میں کیا کیا ہے؟ ایک منسٹر کی حیثیت سے آپ وہاں گئے، آپ نے دیکھ لیا کہ ان کے تو گیٹ بھی بہہ گئے۔ اب جناب! غم ہمارا یہ ہے۔ وہ جو بات کرتے ہیں کہ ہم نے بڑا کمال کیا ہے وہ تو flood نے بہا دیا ہے۔ جتنے بھی ہمارے bridges تھے وہ انگریز کے دور کے تھے۔ جناب! بولان کی طرف جو سڑک جا رہی ہے، ریلوے لائن بھی اسی سے جا رہی ہے، ریلوے کے تمام bridges محفوظ ہیں۔ وہ انگریز کے دور کے تعمیر کردہ bridges ہیں۔ ان

میں سے ایک کو بھی نقصان نہیں پہنچا ۔ نیشنل ہائی وے کے تمام bridges بہہ گئے ۔ ایک جگہ پر ریلوے کا بھی bridge ہے اور نیشنل ہائی وے کا بھی ۔ نیشنل ہائی وے والا ختم ہو گیا اور انگریز والا قائم ہے ۔ یہ ایک نقصان ہے جناب ۔ ہمارے لوگوں کے پاس کیا تھا؟ دو دو تین لاکھ کی جو کھڑی فصلیں تھیں ، وہ تمام کی تمام تباہ ہوگئیں ۔ ہرنائی بڑی فصلوں کا علاقہ ہے ۔ اس کا کوئٹہ سے راستہ کٹ گیا ،سبی سے کٹ گیا، لورالائی سے کٹ گیا تھا ۔ یعنی ایک بارنہیں، بار بار اور ان تمام علاقوں میں آپ دیکھیں ، اکثر علاقوں میں دوزخ کی طرح گرمی ہے ۔ پچیس دنوں کے بعد، پرسوں میں نے سنا کہ بجلی بحال ہو گئی۔ پورے نصیر آباد ڈویژن کے تمام علاقوں میں اور یہاں جتوئی صاحب بیٹھ کرنمبر بناتے ہیں اور پھر جانے کہاں چلے جاتے ہیں ۔ ان آفت زدہ علاقوں میں پچیس دن تک بجلی نہیں تھی ۔ جیساکہ ڈاکٹر صاحب نے بتایا قلعہ سیف اللہ میں تین ہزار ٹیوب ویل تھے ۔ ہماری تمام معیشت کا انحصار ان ہی ٹیوب ویلوں پر ہے اور ان میں سے بیشتر ٹیوب ویل تباہ ہو گئے ۔ ہرنائی، قلعہ سیف اللہ کی زراعت کی میں بات کرتا ہوں ۔ بلوچ علاقوں میں تو کوئی بھی نہیں بچا ۔ جتنے بھی بلوچ علاقے ہیں وہاں جو فصل تھی وہ بھی تباہ ۔ اگر وہاں کوئی ٹیوب ویل تھا، وہ بھی ختم ۔ اگر ہمارا کوئی نظام تھا، کوئی کچی سڑک تھی، وہ بھی ختم ۔ اگر کہیں کوئی راستہ تھا، وہ تباہ ہو گیا ۔ جناب اس flood نے ناقابل بیان تباہی کی ہے لیکن ہمارے مرکزی اور اسی طرح صوبائی حکمرانوں نے یہ طرز عمل اختیار کیا ۔ سندھ میں بھی جناب والا اسی طرح ہے ۔ سارا پانی سندھ میں چلا گیا ۔ کوئی امدادی کارروائی نہیں ہوئی ۔ جیساکہ ڈاکٹر صاحب نے کہا، این جی او والے میڈیا کے بندے ہیں ۔ میڈیا شور مچائے ۔ ہماری یہ روایت بن گئی ہے کہ اگر میڈیا میں کوئی چیز نہیں آتی ہے تو کوئی مسئلہ ہے ہی نہیں ۔ میڈیا کو آپ نے یہاں لال مسجد میں engage کیا تھا، وہ بیچارے دن رات مصروف تھے کہ لال مسجد میں کیا ہو رہا ہے ۔ ایک ہی بلڈنگ کے پاس تماشا کر رہے تھے ۔ ادھر پورا صوبہ ڈوب رہا تھا، تباہ ہو رہا تھا، اس کی کوئی خبر نہیں آئی ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گورنمنٹ نے نہ ملکی سطح پر کوئی امداد دی، نہ عالمی سطح پر کوئی امداد ملی ۔ اس پرستم بالائے ستم یہ کہ NGOs والوں کو بھی نہیں چھوڑ رہے ہیں ۔ جناب ہماری بجلی، فون ، گیس لائنوں ، ٹرینوں اور ٹیوب ویلوں کا سارا نیٹ ورک تباہ ہو گیا ہے اور یہ جو جانی نقصان ہوا ہے تربت میں، نصیر آباد ڈویژن میں، ان کو بھی ابھی تک کوئی

compensation نہیں ملی ہے ۔ اس کے اعلانات ہوئے ہیں ۔ جناب ! ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ تمام بلوچستان کو آفت زدہ قرار دیا جائے اور یہ واقعی آفت زدہ ہے ۔ اگر آپ کو اطمینان نہیں ہے تو آپ چیئرمین سینیٹ کی حیثیت سے ممبران پر مشتمل کوئی کمیٹی بنا دیں اور وہ جا کر دیکھ لے ، وہ تمام علاقے ، متاثرین اور نقصانات ۔ ہم ایک کمیٹی بنا کر جائیں اور اس ایوان کو رپورٹ پیش کریں ۔ اگر یہ نہیں بنتی تو حکومتی سطح پر ہی بتایا جائے کہ کتنا جانی نقصان ہوا، کتنی زمینوں کا نقصان ہوا ، کتنے bridges ضائع ہو گئے ، کتنے کلومیٹر سڑکیں ضائع ہوگئیں اور کتنے کھمبے ضائع ہو گئے۔جو نقصانات ہوئے ہیں، ان کو کم از کم ریکارڈ پر تو لایا جائے ۔ پورے صوبے کو بدترین آفت کا سامنا کرنا پڑا ہے اور اس کے لیے ہم نے نہ ملکی امداد دی، نہ عالمی امداد ملی اور نہ ہی عوام کے نمائندہ اداروں نے کوئی سنجیدہ نوٹس لیا ہے ۔ افسوسناک امر ہے کہ سینیٹ بھی اس پر بڑی دیر سے بات کر رہا ہے ۔ قومی اسمبلی کا بھی یہی حال ہے ۔ بلوچستان جس طرح ماضی میں نظر انداز تھا، سوائے فوجی چھاؤنیوں کے ---

(اذان جمعہ)

جناب والا! میں مطالبہ کرتا ہوں کہ پورے صوبے کو آفت زدہ قرار دے کر جو سرکاری واجبات ہیں ، بجلی کے بل ، زرعی قرضے ،utility bills وغیرہ، کم از کم یہ تو معاف کیے جائیں۔ اگر آپ اور امداد نہیں دے سکتے تو ان کے قرضے ہیں ، جو بل ہیں ، ان کی وہ کہاں سے ادائیگی کریں گے۔ جناب والا عالمی سطح پر امداد مانگی جائے ، donor agencies ہیں، ممالک ہیں ان سے امداد کی اپیل کی جائے کیونکہ تعمیر بھی تو کرنی ہے۔ ہمارے صوبے کا جو network خراب ہوگیا ہے اس میں ہماری سڑکوں ، بجلی ، گیس کے نظام کو بحال کرنا ہے ۔ ہمارے جو ڈیم بنے تھے جس طرح سبی ڈیم ، میرانی ڈیم تو خوشی کی بات ہے کہ آپ نے اس کو بچا لیا اور پورے تربت کی قیمت پر بچا لیا۔ ہر ڈیم جہاں بناتے ہیں ، قلعہ سیف اللہ کے متعلق آپ نواب صاحب سے پوچھیں وہاں تمام لوگ باہر نکلے تھے کہ ابھی ڈیم ٹوٹ جائے گا اور ہمیں بہا کر لے جائے گا، ژوب میں بھی یہی پوزیشن تھی ، تمام علاقوں میں پہلے تو ڈیم ہیں ہی نہیں ، جہاں ہیں وہ اتنے ناکارہ اور ناقص ہیں کہ لوگ اپنے ڈیموں سے ڈرتے ہیں۔ تربت میں لوگوں کو آپ نے تباہ کیا تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو نقصان پہنچا ہے ہمارے irrigation کے نظام کو اور سڑکوں

کے نظام کو تو بلوچستان کے سیلاب زدہ علاقوں کو ترجیحی بنیادوں پر خصوصی package دیا جائے تاکہ network بھی قائم ہو ۔ لوگوں کی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں اور کوئی ایسا ضلع نہیں ہے جس کی فصل بچی ہو، یہ موسم ٹماٹر، خربوزے اور زردانوں کا تھا، ہمارے لوگوں کی یہی فصلیں ہوتی ہیں اور ان پر وہ پورا سال گزارہ کرتے ہیں ، ان کی یہ کھڑی فصلیں تباہ ہوگئی ہیں ۔ ایسے حالات میں ہم نے جو غفلت برتی ہے ، جو کوتاہی مرکزی اور صوبائی سطح پر ہوئی ہے اس کے ازالے کے لیے آپ مہربانی کریں اپنے اثرورسوخ کو استعمال کریں اور متعلقہ وزارتوں کو حرکت میں لائیں اور ان کو relief کے لیے امداد فراہم کریں۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب والا! میری یہی گزارش ہے کہ بلوچستان کے لوگ بہت مایوس ہوگئے ہیں۔ وہ اس حد تک مایوس ہو گئے ہیں کہ ان کو اب یہ امید نہیں رہی ہے کہ کوئی relief agency ہے یا این جی اوز ان کی مدد کر سکیں گی ، یہ این جی اوز کیا کرتی ہیں، کراچی سے مال خرید کر لے آتی ہیں اور ان کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے اگر وہ امداد کرنا بھی چاہیں ۔ یہ عالمی اور سرکاری اداروں کی بات ہے کہ جو infrastructure ہے، ہمارے لوگوں کی زمینیں تباہ ہوگئی ہیں، جس کا گھر تھا وہ تباہ ہوگیا جو زرعی زمینیں ہیں ان کو آباد کرنے کے لیے اگر آپ بلڈوزر نہیں دیں گے، آپ ان کو قرضہ نہیں دیں گے ، آپ ان کے لیے کوئی نظام نہیں بنائیں گے تو وہ اپنی فصل اگانے کے قابل نہیں ہوگا۔ ہر ضلع، ہر بندہ، ہر گھرانے کو امداد کی ضرورت ہے۔ زراعت کے حوالے سے خصوصی package اور خصوصی طور پر آپ کی توجہ مبذول کرواتا ہوں کہ اس کو آفت زدہ قرار دیا جائے اور سرکاری جتنے بھی واجبات ہیں، واپڈا کے بل آئیں گے، گیس کے بل آئیں گے، بنک کے قرضے والے ہیں ان کو معاف کیا جائے۔ بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب! اب ختم کریں۔

سینیٹر رضا محمد رضا: آئندہ ہمیں اپنے منصوبوں کے شر سے بچائیں ایسے ڈیم تعمیر کریں جو ہمیں فائدہ پہنچائیں ، ایسے نہیں کہ وہ ہمیں بہا کر لے جائیں۔ ہماری پوری معیشت کا

انحصار زراعت پر ہے، زراعت والی زمینیں تباہ ہوگئی ہیں ان کی بحالی کے لیے خصوصی طور پر قرضے دیئے جائیں۔ بلڈوزر دیئے جائیں اور سڑکوں کے نظام کو ترجیحی بنیادوں پر بنایا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ پروفیسر محمد ابراہیم۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! سیلاب کے بارے میں میرے دوستوں نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے مجھے ان سب سے اتفاق ہے۔ متاثرین سے ہمدردی کے اظہار میں بھی میں ان کے ساتھ شریک ہوں۔ بلوچستان اور سندھ اور کراچی کا ذکر ہوا ہے۔ سرحد میں بھی سیلاب نے تباہی مچائی ہے۔ ہمارے اضلاع چترال، دیر اور سوات اس سے متاثر ہوئے۔ ضلع چارسدہ متاثر رہا۔ جو علاقہ زلزلے سے متاثر ہے، چاہے وہ کشمیر کا ہے، چاہے ہزارہ کا ہے وہ بھی اس سے متاثر ہوا۔ اس زلزلہ زدہ علاقے میں جہاں پر آبادی نہیں ہوئی اور حقیقت یہ ہے کہ اکثر لوگ ابھی تک دوبارہ مکانات میں آباد نہیں ہو سکے اور سیلاب کی وجہ سے اور بارشوں کی وجہ سے وہ انتہائی مشکل کا سامنا کرنے پر مجبور ہیں۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ ان کے مکانات کی دوبارہ تعمیر پر بھرپور توجہ دی جائے تاکہ وہ پکے مکانات میں منتقل ہوسکیں۔ اس وقت جو خیمہ بستیوں میں رہنے پر مجبور ہیں ان سے نکل سکیں تو یہ ان کی مشکلات کا حل ہو گا۔

جناب والا! ہمارے پہاڑی علاقوں میں بالخصوص سوات اور دیر میں یہ مسئلہ رہتا ہے کہ ان بارشوں میں "تندر" گرتا ہے ایک ہی جگہ پر بہت زیادہ مقدار میں پانی گرتا ہے اور جس آبادی پر وہ گرتا ہے وہاں پر تباہی مچ جاتی ہے۔ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ دیر میں ایک ہی گاؤں میں چالیس افراد ایک دن میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ یہ ایک آسمانی آفت ہوتی ہے بلاشبہ اس کا تدارک کرنا شاید بہت ہی مشکل ہو لیکن دوسرے ذرائع اختیار کئے جا سکتے ہیں اور بالخصوص ان تباہ کاریوں کے بعد ان کی بحالی کے لئے امداد کی جائے۔ ضلع چارسدہ کے حوالے سے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ مرکزی حکومت توجہ دے اور صوبائی حکومت کی مدد بھی کرے۔ یہاں پر دریائے کابل جو تین حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اس کے اپنے فوائد بھی ہیں لیکن اس کا مسئلہ ہمیں یہ درپیش ہے کہ دریا کے کنارے نہیں ہیں اور دریا کا bed بہت اونچا

ہے اگر تھوڑی سی پانی کی مقدار بڑھ جائے تو کنارے نہ ہونے کی وجہ سے وہ آبادی میں پھیل جاتا ہے۔ میری آپ کی وساطت سے مرکزی حکومت سے درخواست ہوگی کہ یہاں پر جو دریائے کابل کی تین شاخیں بن جاتی ہیں، شاہ عالم، ناگومن اور سردریاب ان کے پختہ کنارے اور ان کے لیے پختہ پشتے تعمیر کرنے میں مرکزی حکومت، صوبائی حکومت کے ساتھ تعاون کرے اور اس طریقے سے اس علاقے کو جو سرحد کا انتہائی زرخیز علاقہ ہے، بچایا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! میرے دوست رضا خان صاحب نے یہ بات کی کہ بلوچستان میں جو انگریز کے زمانے کے بنے ہوئے ریلوے پل ہیں وہ تو محفوظ رہے جبکہ کوسٹل ہائی وے کے نئے پل بنے تھے وہ سیلاب میں بہہ گئے ہیں۔ یہی صورتحال سڑکوں کی بھی ہوتی ہے تھوڑی سی بارش ہوتی ہے اور ہماری سڑکیں اس میں بہہ جاتی ہیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے یہ بات حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت سڑک بنانے کے لیے جو تارکول استعمال ہوتا ہے اس میں استعمال شدہ کالا موبل آئل استعمال ہو رہا ہے اس کے نتیجے میں سڑک نہیں ٹھہرتی۔ یہ کاروبار ہمارے صوبے میں ہو رہا ہے۔ اس وقت خالص موبل آئل کی قیمت کم ہے اور استعمال شدہ کالے موبائل کی قیمت زیادہ ہے اس لیے کہ وہ تارکول میں استعمال ہوتا ہے۔ سڑکیں بنتی ہیں اور چھ مہینے وہ نہیں ٹھہرتیں، اگر تھوڑی سی بارش ہوتی ہے یا تھوڑا سا سیلاب آتا ہے تو سڑکیں اس میں بہہ جاتی ہیں۔ اس لیے اس جانب توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ اس بدعنوانی کو، اس کرپشن کو روکا جائے۔ جو سڑکیں تعمیر ہو رہی ہیں وہ کچھ وقت چل سکیں۔ جناب چیئرمین! میں آخر میں ایک بار پھر حکومت سے یہ مطالبہ کروں گا کہ سیلاب کے متاثرین کی مدد کے لیے فوراً پہنچیں اور ان کی بحالی اور آباد کاری میں فوری طور پر اپنا کردار ادا کریں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب ولی محمد بادینی۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: شکریہ جناب چیئرمین! سیلاب کے بارے میں ہمارے بھائیوں نے جو کچھ کہا تقریباً صحیح کہا ہے۔ یہ قدرتی آفت ہے اور قدرت کی طرف سے نازل ہوگئی۔ یہ کسی بندے کی بھیجی ہوئی نہیں تھی کہ اس کا مقابلہ کیا جا سکے۔ مکران کا بھی

لوگوں نے بتایا، میرا واسطہ ڈسٹرکٹ نوشکی، چاغی اور خاران سے ہے۔ میں خود وہاں پر موجود تھا جس دن سیلاب آیا، دوسرے دن ہم پہنچ گئے۔ دوسرے دن سے جو بھی حکومت کی بساط تھی، مقامی حکومت اور ایف سی، سب سے زیادہ ایف سی نے مدد کی۔ اسی وقت پہنچ گئی۔ شکر ہے کہ اللہ کی طرف سے آدمیوں کا نقصان کوئی نہیں ہوا ہے لیکن گھر بہت تباہ ہوگئے۔ جس دن ہم پہنچے وہاں پر لوگوں کو دیکھا کہ ان کے پاس ایک برتن نہیں تھا جس میں وہ پانی پی سکیں۔ ادھر ہماری فلور مل تھی میں نے اپنی طرف سے پانچ سو تھیلا آٹا اسی دن بانٹ دیا۔ دوسرے دن حکومت اور وزیراعلیٰ خود آئے۔ چیف سیکرٹری آئے اور سب دھڑا دھڑ آنا شروع ہوگئے اور سامان بھی آیا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اتنا نہیں تھا کہ ان کو پورا کرسکیں۔ اتنا تھا کہ ان کی رات اور دن گزر جائے۔ خیمے بھی آگئے، خیمے لگنے بھی شروع ہوگئے اسی دوران یہ ہوا کہ حکومت نے جو پندرہ ہزار روپے کا اعلان کیا تھا، وزیراعلیٰ آیا انہوں نے بانٹ دیا لیکن پندرہ ہزار کچھ نہیں ہے۔ یہ آپ کو بھی پتا ہے کہ کچھ نہیں ہے۔

خاران میں اتنی تباہی ہوئی ہے کہ میرے خیال میں مکران اور تربت میں کم ہوئی ہے۔ خاران میں زیادہ ہوئی ہے۔ میں نے خود ان علاقوں کا دورہ بھی کیا اور وزیراعلیٰ صاحب بھی گئے تھے۔ تباہی بہت زیادہ ہوئی ہے۔ مکانات ختم ہوگئے ہیں۔ فصل ختم ہوگئے ہیں۔ ٹیوب ویلوں کا جو ذکر ہوا وہ بالکل صحیح ہے، سو فیصد ٹیوب ویل ختم ہوگئے یہاں تک کہ ہمارے نوشکی میں زمینوں کو بھی اکھاڑ کر لے گئے ہیں بجری نیچے سے نکل آئی ہے۔ حکومت نے آرڈر کیا ہے کہ سروے کرو تاکہ امداد دی جاسکے۔ حکومت سے جو بھی ہو سکتا ہے وہ کر رہی ہے۔

ابھی جیسے کوسٹل ہائی وے کی بات ہو رہی ہے تو کوسٹل ہائی وے پر میری اپنی فرم کام کر رہی ہے۔ چار سو بندے مختلف کیمپوں میں گئے تھے اور تین دن کے اندر اندر حکومت نے بندوبست کیا، جو بھی ہو سکا، کھانا، خوراک اور دوسری چیزیں پہنچائیں۔ یہاں پر پلوں کی بات ہو رہی ہے کوئی پل وہاں پر نہیں گرا ہاں البتہ کوسٹل ہائی وے کٹ گیا ہے۔ روڈ کٹ گیا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ پل بہہ گئے، پل کوئی نہیں بہا، پل سارے سلامت ہیں۔ جناب والا! ایک مہربانی اگر آپ اور بھی کرتے تو زیادہ بہتر تھا۔ اگر قومی اسمبلی کا اجلاس صبح ہے تو شام کو سینیٹ کا اجلاس رکھتے تاکہ وزیر صاحب آئیں اور ہمیں جواب

دیں۔

جہاں تک بجلی کا سوال ہے ہمارے علاقے میں law and order کا جو مسئلہ پیدا ہوتا ہے وہ صرف بجلی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جتوئی صاحب موجود نہیں ہیں۔ بجلی دو دو، چار چار گھنٹے دیتے ہیں، لوگوں کی فصلیں تباہ ہو رہی ہیں پینے کے لیے پانی نہیں ملتا ہے، ایک طرف سے ان کو سیلاب نے مارا، تو لوگ مجبوراً رو، رو کر نکل رہے ہیں ۔ Law & order کا مسئلہ زیادہ اس سے پیدا ہوتا ہے، road block ہو گئی، جلایا، مارا، گرایا جو بھی کیا اس کی وجہ سے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ واپڈا والوں کو تنبیہ کریں کیوں کہ ایک کھمبا گرتا ہے تو پندرہ دن بجلی نہیں آتی۔ آیا ایک کھمبا کھڑا کرنے کے لیے ان کو پندرہ دن لگتے ہیں ۔ بوللن میں ایک کھمبا گرا، پندرہ دن سارے علاقے کو بجلی نہیں ملی، آج تک بجلی نہیں ہے، ابھی تک بجلی بحال نہیں ہوئی ہے ۔ گورنمنٹ مہربانی کرکے ان چیزوں کی طرف دھیان دے ۔باقی رہا امداد کا معاملہ اتنی امداد ابھی تک اتنا نہیں ملی جو لوگ سر پر اٹھا کر چلیں۔ فصل ان کی ساری تباہ ہو گئی ہے۔ کچھ نہیں رہ گیا ہے فصلوں میں ٹیوب ویلوں میں، زمینوں میں۔ کھانے کے لیے تھوڑا، تھوڑا ملتا ہے دو دن کھاتے ہیں اس کے بعد پھر بیٹھ جاتے ہیں ۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ گورنمنٹ مہربانی کرکے جتنا جلدی ہو سکتا ہے ۔ وہ کریں۔ وہاں NGO,s والے آئے ۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے meeting کی کہ ہم ایک گھر کے لیے پچاس ہزار روپے دے رہے ہیں ۔ وزیر اعلیٰ اور دوسرے سب لوگوں نے کہا کہ آپ دو، دو کمرے بنا کر دے دیں ۔ پچاس ہزار روپے کیوں دیتے ہو، پچاس ہزار روپے میں کچے گھر بنا کر دے دیں ۔ پتا چلے کہ کتنے میں بنتا ہے ۔وہ وہاں سے واپس چلے گئے کہ ہم اس پر سوچیں گے، کریں گے لیکن آج تک کچھ نہیں کیا ۔آئے، گئے ۔ دوائیوں کا مسئلہ ہے۔دوائی کم ہے، لوگوں کو پوری نہیں دے رہے ۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنی جیبوں سے دوائیاں لےکر لوگوں کو پہنچا رہے ہیں۔بیماری اور ہے ۔ بیماری صرف دوائیوں اور سیلاب کی وجہ سے ہو رہی ہے ۔ اس وقت سے ان کا کوئی treatment نہیں ہو رہا ہے ۔لہذا مہربانی کرکے واپڈا کو بھی تنبیہ کریں اور گورنمنٹ کو کہیں کہ میرے بھائی نے بلوں کے بارے میں جو بھی بتایا وہ بالکل ضروری چیز ہے کہ ان کے جتنے بل ہیں یہ معاف کیے جائیں، لوگوں کے پاس کھانے کے لیے نہیں ہے تو وہ بل دینے سے

انکار کر دیں گے۔ بجلی والے بجلی کاٹ دیتے ہیں ۔ جلی کے بل ہیں ' یا صدر صاحب نے زرعی بنک کے بارے میں اعلان کیا تھا آج تک اس کا notification نہیں ہو رہا اور اس کو عجیب طریقے سے رکھا ہوا ہے ۔تین لاکھ ہے تو معاف ہے اور اگر تین لاکھ سے ایک روپیہ زیادہ ہے تو سارے لے لیں گے۔بھئی جو زیادہ ہے وہ لے لو ' وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہمیں یہی order ہیں ۔ اگر سو روپے زیادہ ہیں تو تین لاکھ روپے زیادہ لے لیں گے۔ اس کا بھی گورنمنٹ مہربانی کرکے نوٹس لے۔ صدر نے خود ژوب میں اعلان کیا ' قلات میں کیا ' حب میں کیا ' تینوں جگہوں پر میں موجود رہا ہوں۔ انہوں نے اعلان کیا ہے ۔نیچے کچھ بدمعاشیاں ہو رہی ہیں ان کو روکنے کے لیے گورنمنٹ ان کو check کرے۔شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

Now, I will adjourn and we will reconvene on Monday evening at 4.00 p.m .

سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین۔

[The House was then adjourned to meet again on Monday the 20th August, 2007 at 4.00 p.m.]